PK 2163 S23 1891

Safa, Muhammad 'Abdulha'i
Tazkirah-i shamim sukhan
[Tab. 2]

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

Ṣafā, Muḥammad ʻAbdulḥaʼī

تذکرۂ شمیم سخن

یہ ایک گلدستہ پر بہار باغستان علم و فضل زنان شاعرہ ہر ملک و دیار کا ہے
کہ جسکے روائح ہوشمندانہ سے دماغ استعداد سلیقہ شعاری
مستورات کا عنبر ہوتا ہے

جسکو

Tazkirah-i shamim sukhan

کمال حزم و فرزانگی سے بحفظ مراتب مستورات پردہ نشین و بے پردہ کے
کہ آجتک بہ نگہداشت ان مراتب کے کوئی ایسا تذکرہ فرحت انتما مدون نہین ہوا

ذی کمال با استعداد

مولوی عبدالحی صاحب متخلص بہ صفا رئیس بدایون وکیل عدالت دیوانی عنفے

مرتب فرمایا

اور

بار دوم بمقام لکھنؤ

مطبع نامی گرامی منشی نول کشور مین بخوش اسلوبی چھپا

سنہ ۱۸۹۱ع

PK
2163
S23
1891
LIBRARY
MAY 3 1968
UNIVERSITY OF TORONTO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خداوند عالم اور نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا یا بیان کرنا طاقت انسان سے باہر ہی لہذا اس سے مجبور رہکر اضعف العباد محمد عبد الحی متخلص بہ صفا متوطن بدایون ابن شیخ فقیہ الدین احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد عرض کرتا ہی کہ ہمارے ملک ہندوستان مین تعلیم مستورات جیسی چاہیے مروج نہین ہی باوجودیکہ یہ ایک ضروری امر ہی- فوائد علم ہر شخص پر ظاہر ہین یہ وہ دولت ہی کہ اسکو کسی وقت کسی حالت مین زوال نہین نہ چور اسکو چورا سکتا ہی نہ ظالم چھین سکتا ہی جسقدر اسکو صرف کیا جاوے اسی قدر اس سرمایہ کو ترقی ہوتی ہی-

تعلیم مستورات واجبات سے ہی جہانتک خیال کیا جاتا ہی باعث جہالت نسوان صرف ہمارے ملک کے نامعقول وبے اصل خیالات کا اثر معلوم ہوتا ہی عورتون اور مردون مین دربارۂ تعلیم تفریق کرنا محض ایک بیہودہ وناواجب خیال ہی جیسے بلحاظ حالات ملک مرد کو بیرونی انتظام حقیت وغیرہ کرنا پڑتا ہی عورتون کے ذمہ

خانگی اندرونی انتظام ہی اور اس انتظام مین بھی بہت بڑی تمیز درکار ہی عورتون کی بے علمی موجب فساد و بربادی خاندان ہوتی ہی۔ اگر مرد الخانہ کسی غیر مقام کو چلاجاتا ہی تو عورت کو افشاے راز خانگی غیر شخصون سے کرنا ہوتا ہی علاوہ اسکے بے علمی نے اُنکے خیالات کو ایسا ناقص کردیا ہی کہ جسکے مفصل بیان کرنے کو ایک بہت بڑا وقت درکار ہی۔

بھوت پلید جن پری کا ایسا اعتقاد اُنکے ذہن مین جا ہی کہ چھوٹی چھوٹی بیماریون مین بھی کسی جن یا پری کا تصرف خیال کرتی ہین اور یہ نہین سمجھتین کہ اُنکی رسائی ذہن نے کیا قصور پیدا کیا ہی ایک شی بے اصل کو ہر جگہ موجود تصور کرکے اُسکی ماننا مین مصروف ہوتی ہین بچہ خواہ از قسم ذکور ہو یا اناث جو اُنکے زیر اہتمام پرورش مین رہتا ہی وہ بھی انھین کے خیالات کی پیروی کرتا ہی اور عموماً اُس مین تہذیب اثر نہین کرتی کیونکہ وہ غیر مہذبون مین پرورش پاتا ہی

بچون کی طبیعت مثل چور کے ہوتی ہی وہ اپنے ہمنشین کے اطوار کو چپکے چپکے چرا لیتا ہی۔ سو مین دو عورتین ایسی نظر آوینگی جو اپنے مسائل و طریقہ مذہبی سے واقف ہونگی ورنہ وہ یہ بھی نہین سمجھتین کہ مذہب کیا چیز ہی اور کسکی پرستش کسطرح چاہیے ہر چند منجانب گورنمنٹ انگلشیہ کوشش ہو رہی ہی کہ مستورات ہندوستانی مین عموماً تعلیم مروج ہو مگر ہمارے ہندوستانی بھائی خدا جانے کیا سمجھکر اس ضروری امر سے غافل رہتے ہین اور مطلق خیال نہین کرتے کہ اُنکی یہ غفلت کہانتک اُنکو مضرت پہونچائیگی

ہم کمال ادب سے اپنے ملکی خیر خواہون کو مطلع کرتے ہین کہ وہ اپنی کوشش و سعی دربارہ تعلیم نسوان مبذول کرین اور اپنے ملک کی تباہ حالت کو سنبھالین ورنہ چند روز مین یہانتک نوبت ہو جائیگی کہ پھر کوئی علاج مفید نہوگا۔

ہماری یہ راے قطعی ہی کہ عورتون کو اعلے درجہ کی مثل ذکور تعلیم دینی چاہیے اور اس تعلیم مین اُنکو فرائض مذہبی اور امور خانہ داری اور کسی ہنر مفید کی جانب بھی لحاظ رکھنا

ضروری ہی اُنکی تعلیم کے واسطے کتب مفید و مصلح اخلاق کا مدوّن ہونا چاہیے وہ کتابین جو مضامین عاشقانہ سے پر ہون اور مخرب عادات معلوم ہون اُنکو نہ دکھائی جاوین۔

کوئی قوم جب تک سوشیل اُمور مذہبی و ملکی سے بخوبی واقف نہولے تب تک مہذب نہین کہلا سکتی۔

اعلے درجہ کی عورتین اگرچہ آپس کے برتاو کے طریق اور فرائض مذہبی اور رسوم ملکی سے واقف ہوتی ہین مگر غیر تعلیم یافتہ ہونے کے باعث اصلی مقاصد اُنسے سر انجام ہونا ایک کار دشوار معلوم ہوتا ہی۔

سب کامون سے حفظ صحت اور پرورش و تہذیب اطفال کا خیال رکھنا مقدم ہی الا نا تعلیم یافتہ عورتین قواعد حفظ صحت و پرورش و تہذیب اطفال سے انجان رہکر اپنی اور اپنے خاندان کی بربادی کا سبب ہوتی ہین۔

ظاہر اجنکو تعلیم مستورات مین دو امر حائل و مانع معلوم ہوتے ہین اوّل یہ کہ ہندوستان مین یہ عام رواج ہی کہ صغر سنی مین عورت بیاہ دیجاتی ہی اور بعد شادی بموجب دستور ملک اُسکا پردہ مین رہنا واجبات سے ہی انتہا درجہ اُسکو پڑھنے کے واسطے ۱۲ برس کی عمر تک مہلت نصیب ہوتی ہی اور یہ مدت تعلیم دو سال ابتدا ئ تعلیم سے شمار کیجاتی ہی بیاہ ہوجانے کے بعد پھر اُسکو کوئی موقع تعلیم کا نہین ملتا افلاس جو ہمارے ملک پر محیط ہو رہا ہی وہ آگے کی تعلیم کا سامان مہیا نہین ہونے دیتا دوم مدارس سرکاری مین جو بغرض تعلیم نسوان جاری ہین سوائے جغرافیہ و تاریخ و حساب کے کوئی ہنر یا پیشہ ایسا نہین سکھایا جاتا جو عورتون کو اُنکی گذر اوقات مین مدد پہونچا سکے یہ امر تو ظاہر ہی کہ ہمارے ملک کی عورتین پردہ سے باہر نہین نکل سکتین پھر غور کیا جائے کہ وہ مجرد جغرافیہ و تاریخ پڑھکر کیا فائدہ پا سکتی ہین ہماری راے مین اگر عورت کو ۱۶ سال کی عمر تک تعلیم دیجاوے اور تعلیم علوم کے ساتھ

کوئی ہنر مفید سکھایا جاوے انتظام خانہ داری بتایا جاوے اور بعد ۱۶ سال کے شادی کیجاوے تو ملک بہت جلد ترقی پا سکتا ہی خدا وہ دن ہمکو دکھائے کہ ہم اپنے ملک کو اپنی قوم کو شایستہ و مہذب دیکھین اور عورتون کو حلیۂ علم سے آراستہ پائین جب ہم یہ تذکرہ لکھتے تھے تو باوجود کوشش بسیار بہت کم عورتین باعصمت و عفت ذی علم شاعرہ نظر آئین اور اکثر عورات بازاری کو شاعرہ پایا ہم عورات بازاری کے پڑھے لکھے ہونے سے اپنے ملک مین تعلیم نسوان مروج ہونا خیال نہین کرتے - ہماری یہ غرض نہین ہی کہ عورات پردہ نشین شعر گوئی کی جانب مائل ہون اور نہ ہم اس بات سے خوش ہین کہ عورات مین عشقیہ خیالات پیدا ہون باغراض تذکرہ ہم صرف اُنکا کلام لکھتے ہین - البتہ اگر ہمکو خوشی ہی تو اس بات کی ہی کہ بعض بعض عورتین موزون طبع ہین اور صاحب استعداد بھی ہین ہمنے اس حصہ کو دو فصل پر منقسم کر دیا ہی فصل اول مین عورات بازاری کا ذکر ہی فصل دوم مین عورات پردہ نشین و باعفت و عصمت کا تذکرہ لکھا ہی ہمکو شرم آئی کہ ہم مثل دیگر تذکرہ نویسون کے عورات بازاری و پردہ نشین کو ایک ہی طرح پر بلا امتیاز یاد کرین ہمنے اس حصہ مین اپنی اُس شرط کو کہ تذکرہ مین شعرا ذی حیات کا کلام ہوگا اس لحاظ سے توڑ دیا کہ شاعرہ عورتین بہت کم دستیاب ہوتین ہمنے اس حصہ مین حتی الوسع کسی عورت کے خال و خط کی تعریف نہین کی نہ ہمکو کسی کے حسن و جمال کی تعریف کرنے سے مطلب تھا اب ہم تذکرہ شروع کرتے ہین اور خدا سے دعا مانگتے ہین کہ یا اللہ تو ہماری زبان کو ہمارے ذہنون کی رسائی کو ترقی دے ہمارے ملک کے مرد اور عورتون مین تہذیب کا رنگ جما خیالات ناقصہ کو دور کر اور ہمارا اس تذکرہ کو حساد کی نظر سے بچا

فصل اول در ذکر عورات بازاری

اچپل تخلص ہینگن جان طوائف -

ہی عیش اُسکے جی کو اجی غم بہت ہی یان ۔ شادی وہان رچائی ہی ماتم بہت ہی یان

ادا تخلص امیر بیگم عرف چھوٹی لکھنوی شاگرد مرزا عباس عکس لکھنوی

ہو گئی آسان مشکل دیکھنے وہ آئے جب — دوست دشمن کوئی بھی ٹھہرا نہیں مشکل کے پاس
مدتوں صدمے جدائی کے اٹھائے ای ادا — جان دینا ہی تو دید و جا کے اس قاتل کے پاس

امراو تخلص امراو جان طوائف لکھنوی۔

نقاہت کو مری ناطاقتی مجہپر رولاتی ہی — ہنساتا ہی ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا
یہ دل جب سے کہ خلوتخانہ اس آئینہ رو کا ہی — ملا ہی دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

امراو تخلص امراو جان بنت امیر جان طوائف ساکن دہلی علی بخش والی مشہور ہی۔

آئے امراو تیرے دن اچھے — دن بدن مفلسی جو گھٹتی ہی

امیر تخلص امیر جان طوائف دہلی مادر امراو جان مذکور الصدر کی ہی

غصہ سے چہرہ تیرا گل نار ہو گیا — بس بار مجکو طعنۂ اغیار ہو گیا

امیر تخلص امیر بخش طوائف باشندۂ پورنیہ واقع بنگال۔

کھل گیا راز نہان پیتے ہی اک ساغر عشق — اب شرر نے لیئے غافل ترے ہشیار دل
عرصۂ محشر میں اسکا قرب بھی ملجائیگا — اپنی جا ہم ڈھونڈھ لینگے صاحب محفل کے پاس

امیر تخلص امیر بیگم طوائف ساکنہ لکھنؤ عمدہ رقاصہ و مطربہ شہرۂ آفاق ہی۔

جدھر کے دیکھنے سے جان زار جاتی ہی — اسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہی
یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا تمھارے کوچے میں — صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہی
یہ محو دیدۂ رخ گل ہی بلبل شیدا — نہیں خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہی

بستی تخلص بستی بیگم رقاصۂ اکبر آبادی۔

بستی ضرور چاہیے اسباب ظاہری — دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کے ہین

بنو تخلص بنو نامے خانگی دہلوی گلاب سنگھ آشفتہ کی معشوقہ تھی آشفتہ اسکی مفارقت میں اپنا گلا کاٹ کر مر گیا یہ بھی بعد مرگ اسکے کسی سے ملتفت نہوئی اور چھ مہینے بعد

بعارضۂ تپ محرقہ فوت ہوئی۔

چھوڑ کر مجکو کہان اے بتِ گمراہ چلا
تو چلا گیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا

چھٹ گیا غم سے مرا کشتۂ ابرو مرکر
اک چھری میرے گلے پر بھی ہری آہ چلا

موت پر بس نہین چلتا ہی کیرون کیا ورنہ
تو نہین ہی تو نہین زیست دوبارا مجکو

اب کسے چین کہان عیش کہ ہر بستر خواب
نہین مخمل بھی کم از بستر خار اجسکو

نعش آشفتہ کو بہر حمون نے پھونکا آگ سے
آتش غم بھی جو انکے مرگ کی کچھ کم نہ تھی

پری تخلص بی سیرد عرف بی میحو ساکنہ کلکتہ یہودن خوش خلق و خوش جمال ہی انگریزی اُردو و فارسی اچھی جانتی ہی اور کسی قدر عربی مین بھی مہارت رکھتی ہی

تنگ ہے میری غصہ غم ہنسنے کہتا ہی وہ شوخ
ہم نہ سمجھے کچھ کہ اس قصہ کا حاصل کیا ہو

اب کسی کے پانون مین ایسے گر کر پڑتے نہین
بعد میرے ناز و انداز سلاسل کیا ہو

ہم ہین اور آپ ہین خلوت ہی کوئی غیر نہین
کیا عجب چین سے ہو جائے بسر وصل کی رات

پری تخلص مسماۃ پری جان عرف پچن طوائف ساکنہ اکبرآباد شاگرد منشی فدا حسین اسیر

گیسوئے پر پیچ جانان کے حضور
پیچ کی لیتا ہی تو سنبل عبث

سلسلۂ زنجیر کا اچھا نہین
ہی خیال گیسو و سنبل عبث

پکھراج تخلص پکھراج بیگم طوائف ساکنہ اکبرآباد اٹاوہ مین رہتی ہی طبیعت بہت اچھی پائی ہی کلام صاف و عمدہ ہوتا ہی۔

ہم ہی ہر طرح ٹھہرتے ہین خطاوار انکے
جب بگڑتی ہی کوئی بات بنا دیتے ہین

خواب مین سیر کیا کرتی ہین آنکھین انکی
آپ سوتے ہین تو جادو کو جگا دیتے ہین

ساتھ لیجاتے غم یار نہ کیونکر پس مرگ
یا ایسے بے زادِ سفر قصد سفر کیا کرتے

بار اٹھ سکتا نہین ہوگے کمر کا یارب
آپ شمشیر گران زیب کمر کیا کرتے

یہ ملاحت رخ دلکش کی کہان سے لاتے
ہمسری تجسے بھلا شمس و قمر کیا کرتے

ساتھ ہم لیگئے سرمایہ عدم کو اپنا
درد دل دیتے کسے سوز جگر کیا کرتے

جدا نہ غم سے رہا زیر آسمان کوئی
بچا نہ ہاتھ سے اس پیر کے جوان کوئی

دنیا مین مثل خواب ہماری حیات ہی
کیونکر خیال یار نہ پیش نظر رہے

تاریکی عمل سے کیا گور مین مقام
منزل مین شب ہوئی تو سرا مین اتر رہے

بکھیراج بعد مرگ بھی غم ساتھ لیچلو
بہتر ہی پاس اپنے جو زاد سفر رہے

پیاری تخلص پیاری جان ساکنہ دادھوان رنگ محل متعلقہ گجرات۔

نہ پوچھو اشتیاق وقت نزع
دو قدم جاتی ہی پھر آتی ہی روح

تسلی تخلص مناجان باشندہ کرنال۔

ای تسلی ترا دل چھین لیا ہی کسنے
ہاتھ سینہ پہ دھرے گور مین کیون جاتی ہی

جان تخلص صاحب جان فرخ آباد کی رہنے والی طوائف ہی دلی مین بھی کچھ روز رہی ہی

حال جانبازی کا مین کس سے کہون
جس سے کہتی ہون وہی ہنستا ہی

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا
ایک بوسہ پہ لیلو سستا ہی

جعفری تخلص مسماۃ جعفری طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد منشی فدا حسین فضا بالفعل کلکتہ مین مقیم ہی۔

منہ کو آجائے کلیجہ ضبط کی طاقت نہو
گر ہمارا دل رہے دم بھر کسی کے دل کے پاس

چندا طوائف باشندہ دکن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کے عہد مین تھی شیر محمد خان ایمان سے مشورہ سخن رکھتی تیر اندازی و نیزہ بازی مین مثل ذکور کے مہارات کامل رکھتی اور شعراء کی قدر کرتی تھی کئی سو سپاہی اور چند شاعر اسکے نوکر تھے عورتون مین سب سے پہلے اردو مین اسی عورت نے اپنا دیوان جمع کیا تھا مگر افسوس کہ وہ دیوان آج کل نہین ملتا چند تذکرون مین دو ہی شعر اسکے نظر آئے مین بھی وہی لکھتا ہون طبقات الشعرا سے ظاہر ہوتا ہی کہ ۱۷۹۹ء مین اسنے اپنا دیوان کسی انگریز کے نذر کیا تھا جو کتب خانہ سرکاری واقع لندن مین موجود ہی

اخلاق سے تو اپنے واقف جہان ہیگا	پر آپ کو غلط کچھ ابتک گمان ہیگا
اک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو	پر کیا کرون کہ تیرا مُنھ درمیان ہیگا

چھوٹی تخلص مسماۃ چھوٹی طوائف لکھنوی دربار مہاراجۂ الور مین ملازم ہی۔

یار میرے ہاتھ آیا اسقدر چالاک ہی	جسکی چالاکی کے آگے برق بھی غمناک ہی

حجاب تخلص منی بائی عرف منجھلی طوائف ساکنہ کلکتہ محلہ کولوٹولہ شاگرد مولوی عصمت اللہ الشیخ ارشد تلمیذ مولوی عبدالغفور خان نساخ کم عمر صاحب طبع سلیم ہی تہذیب و اخلاق مین انتخاب علوم مروجہ سے ماہر ہی فن موسیقی اچھا جانتی ہی شعرگوئی کی جانب طبیعت زیادہ مائل ہی ریاست رام پور مین بھی آئی تھی۔

عدو کے کہنے سے مجکو ذلیل و خوار کیا	سزا یہ اُسکی ہی مین نے جو تمکو پیار کیا
کہونگا داورِ محشر کے آگے حشر مین بھی	کہ عمر بھر اسی کافر کو مین نے پیار کیا
ہم او پیچ مین آتے ہین اُنکی باتون کے	اُنھون نے وعدہ کیا ہمنے اعتبار کیا
بتا تو چرخ بھلا اس سے تجکو کیا حاصل	کسی کا شیوۂ ذاتی جو اختیار کیا
مزا یہی ہی کہ طرفین سے ہو بیچینی	مرے تڑپنے نے اُنکو بھی بیقرار کیا
ایک دم بھی کسی کروٹ نہین ملتا آرام	ہائے بیچین ہین ہم دردِ جگر سے کیا کیا
اُنسے کہدو کہ ہمین تمسے یہ امید نہ تھی	وعدہ ہمسے ہو رہو غیر کے گھر وصل کی رات
حالِ حجاب قابل شرح و بیان نہین	آنسو نہ ٹپکے سُنکے یہ وہ داستان نہین
وہ اور میرے گھر مین چلے آئین خود بخود	سر پر مرے حجاب مگر آسمان نہین
رقیب نے اُسے رسوا کیا سرِ محفل	غضب تو یہ ہی کہ اسپر کبھی شرمسار نہین
گلستان مین آج پھر سیر یار آنے کو ہی	مژدہ باد ای بلبلو فصل بہار آنے کو ہی
دھوم ہی گھر مین ہمارے یار آتا ہی حجاب	بہر استقبال لب پر جان زار آنے کو ہی
کیا تماشا ہی کہ لیکر آئینہ کو ہاتھ مین	دیکھکر زلفین وہ اپنی آپ بل کھانے لگے

پھر تصور کاکل جانان کا مجکو آگیا
سینۂ محزون پہ پھر دو سانپ لہرانے لگے
شوخ ہو بیباک ہو سفاک ہو چالاک ہو
کیون شب وصلت مین مجسے آپ شرمانے لگے

حجاب تخلص بنی جان طوائف باشندہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ بنارس مین رہتی تھی

نکلے نہ کیونکر بھلا منہ سے صدا واہ واہ
نام خدا ای صنم تیری ادا واہ واہ

حسن تخلص گناجان طوائف ساکنہ دربھنگہ واقع بنگال ہنر بھی تخلص کرتی ہے

یا الٰہی کیا ہوے وہ میرے داغ آرزو
کچھ اندھیرا سا نظر آتا ہے مجکو دل کے پاس
قاصد لیلی بنا تھا نجد مین شور جرس
قیس آیا ہے طلب کب پردۂ محمل کے پاس

حسن تخلص وزیر جان بنت گوہر جان طوائف ساکنہ پاٹہ نالہ واقع لکھنؤ

نالۂ سوزان جو کھینچے روکے مین نے ہجر یار
رشک سے بجلی جلی شرمندہ ابر تر ہوا
وہ مریض غم ہون مین جسکو دوا آئے نہ راس
سر پہ جب صندل لگایا اور درد سر ہوا

حسینی تخلص مسماۃ اختر جان طوائف باشندۂ جی پور مقیم آگرہ۔

جسوقت تک وہ بزم مین پیش نظر رہے
ہم اپنا دونون ہاتھون سے تھامے جگر رہے
صحرا نوردیون کا بہانہ تو خوب ہے
اچھا ہی سر مین زلف کا سودا اگر رہے
جلاد تیغ ناز کو جسدم علم کرے
شرط نیاز یہ ہی کہ قدمو نپہ سر رہے

حشمت تخلص مہر جان طوائف ساکنہ چھار گنج مضافات دہلی شاگرد منشی سید احمد نگہت دہلوی

منہ کہین پھیرتا ہی ای قاتل تیری تلوار کا
خون پہ جائے نہ جبتک کے گنہ دو چار کا
لامکان تک جا چکی ہی بارہا آہ رسا
پھاندنا مشکل نہین ہم کچھ ایکی دیوار کا
مین وہ صابر ہون کیا مین نے نہ شکوہ آج تک
چرخ کے ہاتھون سے کیا کیا کچھ نہ مجپر ہو گیا
لیگیا پیغام اپنا ہنکے قاصد یار تک
مرغ دل ہی بارہا اپنا کبوتر ہو گیا

حنا تخلص محمدی جان شاگرد سید الطاف حسین رشید ساکن مرزاپور

جو تھا مین عاشق ابرو تو تیغ قاتل کی
ہلالی ہنکے لپٹنے لگی گریبان سے

لڑی ہین اشک کے قطروں سے اسلیئے آنکھین	گہر نکال لے کوئی نہ جیب و دامان سے
جلو مین لاش کے قاتل بھی ہی پیادہ پا	لٹا کے سر کو چلے مین ہزار سامان سے

حور تخلص منا جان نامے طوائف لکھنؤ شاگرد محمد رضا تخلص بہ طور باشندۂ لکھنؤ۔

جو پہنا پاؤن مین سونے کا توڑا ای پری تو نے	مسلسل پائے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
بدی کی جسنے ہمسے ہمنے اُسکے ساتھ نیکی کی	ہماری خو یہ ہی ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

حور تخلص نور و زجان طوائف ساکنہ لکھنؤ بالفعل کلکتہ مین رہتی ہی۔

بعد میرے رحم آیا بھی تو کیا ای بیوفا	مین نے مانا قبر پر آئے تو کیا حاصل ہوا

حیا تخلص چھوٹی طوائف شاگرد سید الطاف حسین شیدا مرزاپوری۔

ہوا ہی ابر کا دم بند چشم گریان سے	جلی ہی برق بھی کیا کیا نہ آہ سوزان سے
حیا سے رات کے پردہ مین منہ چھپا بیٹھے	مقابلہ کو اُٹھے وہ جو ماہ تابان سے

خورشید تخلص خورشید جان طوائف ساکنہ کانپور مقیم کلکتہ شاگرد حافظ محمد امین احسن کانپوری

اُس بت کمسن کی شوخی بھی ادا سے کم نہین	لیکے دل کو پوچھتا ہی کیون ترا دل کیا ہوا
خون تو میرا گریبان گیر ہی ای بیخودی	چھٹ گیا گر ہاتھ سے دامان قاتل کیا ہوا
ہم تڑپتے ہین تو ہنس ہنس کے یہ فرماتے ہین	کیا ہوا تھا یہ ترا درد جگر وصل کی رات

دلبر تخلص چھوٹی بیگم طوائف حیدرآبادی۔

ہر روز جو تم روٹھ کے تیوری ہو بدلتے	بیجا تو ہمین ناز اُٹھانا نہین آتا
ہی چوکھٹ آپکی اور سر ہمارا	قیامت تلک یہین ٹکرائینگے ہم

زہرہ تخلص نصیبن نامے گاین دربار شاہ دہلی مخاطب بہ خطاب زہرہ تھی۔

بوسہ دیتے نہ وہ مجھے زہرہ	منہ لگاتا ہی کون سائل کو
دل کہے مین ہو تو کاہیکو کوئی بیتاب ہو	ساغر خون کسلیے یہ دیدۂ پُرآب ہو
باغ ہو آب رواں ہو اور شب مہتاب ہو	ساقی مہوش ہو مے ہو جلسۂ احباب ہو

زہرہ تخلص منی بائی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن کلکتہ ہی مولوی عبدالغفور خان نساخ سے مشورۂ سخن رکھتی ہی اب منہیات شرعیہ سے تائب ہو کر گوشہ نشینی قبول کی ہی جزاہ اللہ۔

دل ہمارا درد کا پتلا بنا ای ہمنشین	ہی تصور دمبدم جو اُس بت بے پیر کا
کیا کسی مہوش کا زہرہ اسکو بھی ہی انتظار	دیدۂ عاشق کی صورت ہی جو بیدار آئینہ
روتے ہین سر ٹیکتے ہین زندگی اک عذاب ہی	جب نہ ملے وہ جان جان کیون نہو دلکو بیکلی

زہرہ تخلص کوئی طوائف انبالہ کی رہنے والی ہی نام معلوم نہین ہوا چند شعر اُسکے تذکرۂ چمن انداز مرتبہ و مولفہ منشی درگا پرشاد نادر دہلوی سے انتخاب کرکے لکھے جاتے ہین

یہ تمھارا جان نثار اب مر چلا	دیکھنے جاؤ خدا کے واسطے
غیر سے ملکر نہ چار آنکھین کرو	کچھ تو شرماؤ خدا کے واسطے

زہرہ تخلص مسماۃ لطیفن طوائف ساکنہ کرنال شاگرد مولوی ظہور علی ظہور دہلوی فارسی مع قواعد جانتی تھی اور زبان فارسی مین بہ فصاحت گفتگو کرتی تھی۔

دو پر تو کیا تھے ہوتے اگر دو ہزار پر	پروانہ کرتا شمع بہ سہارے نثار پر
پاس ممسک کے دھرا ہی کیسہ زر اسطرح	جسطرح پتھر دھرا ہو کوئی پتھر کے پاس

زہرہ تخلص امراو جان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس لکھنوی نوعمر و طبیعت دار عورت ہی بازار چوک لکھنؤ مین رہتی ہی سنا ہی ایک مختصر دیوان بھی جمع کیا ہی شعر گوئی کا شوق زیادہ ہی۔

اپنی اپنی ہر ایک کہتا ہی	کوئی میرا نہ مدعا سمجھا
نالے سے بے فائدہ خراب ہوا	عشق کی مین نہ انتہا سمجھا
ہوتا نہین کچھ کام بھی اُس پردہ نشین سے	آیا نہین جاتا تو بلایا نہین جاتا۔
کچھ آج عجب حال ہی سینہ مین جگر کا	سامان اب اچھا ہمین پایا نہین جاتا

معہ چند سال ہوئے انتقال ہو گیا

امتحان ہی اگر مرا منظور — آئیے آزمائیے دل کو
نہوئی شہر و دشت مین تسکین — اب کہان لیکے جائیے دل کو

گرو خون سے ہے سر سے ہم ہاتھ رنگین — یہ مہندی ہی صاحب لگانے کے قابل
رہے عمر بھر قید کنج قفس مین — کہان بال و پر ہم ہلانے کے قابل
رقیب سیہ رو کو نامہ نہ لکھو — وہ حرف غلط ہی مٹانے کے قابل
عبث وصل جانان سے کے بھوکے ہین عاشق — غم و رنج فرقت ہی کھانے کے قابل

زیب تخلص بیگمن طوائف ساکنہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر اصغر علی اصغر۔

کیا کہون چپ چپ ہین سب شہر خموشان کے مقیم — کوئی بتلاتا نہین منزل بہ منزل کیا ہوا
ہم ہین ناواقف نہ ہمسے اٹھ سکی سختی ہجر — تجربہ کارون سے پوچھو وقت مشکل کیا ہوا
اجل جو حسرت بوس و کنار مین آئی — چمٹ کے لاش کو قاتل نے خوب پیار کیا
جنون نے ہاتھ سے دامن بچا کے رکھا تھا — لپٹ کے دشت مین کانٹون نے تار تار کیا

زینت تخلص زینت بیگم شاہد بازاری دہلی مرزا ابراہیم بیگ مقتول کی محبوبہ تھی اور ہمراہ اپنے طالب کے دہلی سے لکھنؤ چلی گئی بعض تذکرہ نویسون نے اسکا تخلص نازک بھی لکھا ہی

شب مہتاب مین تا صبح زینت — خیال ماہرو ہی اور ہم ہین
ہی نالہ و زاری کا مرے شور فلک پر — پر وہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہی

ستم تخلص گنگا طوائف ساکنہ بنارس مقیم عظیم آباد پٹنہ۔

کشتنی کون ہی اے دل نگہ یار مین آج — تیغ سنتا ہون کہ ہی دست ستمگار مین آج
ضعف کہتا ہی قدم یان سے نہ آگے رکھنا — شوق کہتا ہی کہ رہ کوچۂ دلدار مین آج

سردار تخلص سردار بیگم متوطن لکھنؤ مقیم اٹاوہ شریف خاندان کی عورت تھی بدذوقی سے پیشہ رقص و سرود اختیار کرلیا اب نامی طوائفون مین گنی جاتی ہی علانیہ فسق و فجور مین مبتلا ہی نعوذ باللہ منہا۔ افسوس ہمارے ملک مین ہر ایک کا عقیدہ [illegible] معیوب

سمجھا جاتا ہی باوجودیکہ اہل اسلام مین شرعًا اور اہل ہنود مین بھی نکاح ثانی بیوہ کا جائز ہی مگر ہمارے ملک کے نادان کج فہم بیوہ کا نکاح ثانی ناجائز سمجھتے ہین اور اس امر کا مطلق خیال نہین کرتے کہ اُنکے بیوہ رہنے سے کیا کیا خراب نتیجے پیدا ہوتے ہین اور آن نتائج ناقصہ کا اثر کہانتک پہونچتا ہی کیا خوب ہو جو یہ مذموم رسم ہمارے ملک سے ناپید ہو ہرچند دل چاہتا ہی کہ اس بحث خاص کی نسبت کچھ زیادہ تحریر کرون مگر پھر یہ خیال آتا ہی کہ یہ تو تذکرۂ شعرا ہی اس مضمون کو ملتوی رکھون اور کسی اور مقام پر اسکا اعادہ کرون الغرض خیال آخر الذکر غالب رہا اب اس بحث کو یہان ہی ناتمام رکھکر سردار کے اشعار سناتا ہون یہ شاعرہ ناخواندہ ہی

لگا یا گل سے جو دل کو تو نے سمجھ دل مین تو اپنے بلبل
ہین چند روزہ بہار کے دن یہ گل تو روز خزان ہوگا

آتی نہین ہی نیند شب ہجر مین مجھے
ہی کوئی ایسا اُس سے مرا پھیر لائے دل

فریاد کر رہا ہون مین گھڑیال کیطرح
یارب وہ خود جلے جو ہمارا جلائے دل

نہ لگی پھر آنکھ سحر تلک مجھے یاد اپنی دلا گئے
مرے پاس سے وہ چلیگئے مرے دل کو لیکے ہوا ہوگئے

ہمتو عاشق اُسی کے ہو بیٹھے
دل سے صبر و قرار کھو بیٹھے

صورت اُسکی نظر نہ آئیگی ۔
دل ہی دل مین کڑھا کرو بیٹھے

شباب تخلص مسماۃ حسین باندی طوائف ہمشیرۂ خرد محمدی جان حنا شاگرد سید الطاف حسین رشید ساکن مرزاپور ۔

اللہ رے اشتیاق کسی کا پس فنا
آنکھین کھلی ہین دید کی بیدار کیطرح

تیور اُدھر چڑھے تو ادھر ہم فنا ہوئے
نازک مزاج ہم بھی ہین سرکار کیطرح

شباب تخلص محمدی جان طوائف باشندۂ کلکتہ شاگرد منشی عبد الرحیم ابد ناز طبع و صاحب طبع سلیم عورت ہی ۔

آج کسکی دلربائی نے دیا تجکو فریب
ہوگیا ہی بیخودی مین محو ای دل کیا ہوا

ہوگئی ہی زندگی آخر گناہون مین مری
ہاتھ خالی ہی مرا زاد سفر کچھ بھی نہین ۔

انکی باتون مین خدا کے لیے آنا نہ شباب
یہ حسینان جہان کس سے وفا کرتے ہین

حسرتین دل مین رہین خواب مین ہی وہ دم صبح
یا خدا مین اُسے بیدار کرون یا نہ کرون

بولے شوخی سے دکھا کر مجھے زلفین اپنی
اسمین ہین تجھکو گرفتار کرون یا نہ کرون

سر سے پا تک کہ جو ہو نور کے سانچے مین ڈھلا
ای شباب اُسکو بھلا پیار کرون یا نہ کرون

عشق مین جان کے دشمن کو مسیحا سمجھے
اور پھر دل مین سمجھتے ہین ہم اچھا سمجھے

بھیجدے گر ملک الموت کو بالین پہ کوئی
تیرا بیمار اُسے رشک مسیحا سمجھے

کچھ رحم کرتی ہی شب فرقت مین تیری یاد
کچھ مہربان ہجر مین تیرا خیال ہی

ہنسکر رولادیا کبھی رو کر ہنسادیا
ای فتنہ ساز دونون مین تجھکو کمال ہی

شرارت تخلص امیر جان بنت چھوٹے خان کنچن باشندۂ دہلی میان امیر جان منیر اکبرآبادی کے فیض تلمذ سے سلیقۂ شاعری بہم پہونچایا ہی گاتی و ناچتی خوب ہی متھرا و آگرہ و ٹونک وغیرہ کی بھی سیر کی ہی۔

ایسی مجبور رات مشکل فرقت قاتل نے کی
ساتھ میرے صبح مر مر کر مری مشکل نے کی

آرزو ہے بوسہ گر دل مین کسی سائل نے کی
ہوگئی تدبیر در پردہ لب اُسکے سلنے کی

سیکڑون منزل عدم سے آگے وحشت لیگئی
خاک اب عنقا کریگا فکر میرے ملنے کی

دور تھی لیکن ہمارے ضعف پر کچھ رحم کر
پیشوائی سیکڑون منزل مری منزل نے کی

بس نہین چلتا ہی یارب کیا کرین ناچار ہین
جو نہ کرنی تھی ہمارے ساتھ وہ اس دل نے کی

ایسے دریائے بلا مین غرق ہی کشتی مری
توبہ جسکے نام سے ای ناخدا ساحل نے کی

اسکو تم جوہر نہ سمجھو اپنے رہنے کے لیے
تیغ قاتل مین جگہ خون رگ بسمل نے کی

گرمی سوز جگر سے ہو گیا ہون جل کے خاک
یہ شرارت آتشین رخسار سے قاتل نے کی

شرفن تخلص اور نام ایک کانپوری رقاصہ کا ہی۔

یاد رکھنا خود بخود طبقہ اُلٹ دیگا دہن
کوچۂ سفاک مین مجھسا اگر بسمل گیا

ڈھونڈھتا ہون کب سے دل کو کچھ پتا لگتا نہین
اشکون کے ریلے مین شاید دل بھی اپنا رل گیا

ستم تخلص امامی جان طوائف ساکنہ چوک لکھنؤ زیر اکبری دروازہ

جو خوش ہوئے تو بغیر التجا ہی وعدۂ وصل
جو ضد پہ آئے تو پھر کیا ہزار بار نہین

اثر خاک لحد یہ ہی کہ چھو جانے سے
مرض ہجر کے بیمار شفا پاتے ہین

ستم تخلص چھوٹی طوائف ساکنہ لکھنؤ کلکتہ بھی ہو آئی ہی

مردے زندہ ہو گئے پازیب کی جھنکار سے
ہر قدم پر چشم بر پا ہی تری رفتار سے

یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہی
کہ خورشید آنکھون کا تارا ہوا ہی

ہٹے غیر سے یار آنکھون کے آگے
مرے جان یہ کسکو گوارا ہوا ہی

سحر تخلص جگن طوائف بنت بندا طوائف ساکنہ جلیسر ضلع ایٹہ بالفعل علیگڈہ مین رہتی ہی اور مرزا امیر بیگ متخلص بہ میرزا دہلوی سے اصلاح سخن حاصل کرتی ہی

شعر ایسا کچھ افسون پڑھ کہ شوخی قید ہو جائے
ہم الان حرم سے اڑ کے چشم یار مین آئے

شوخ تخلص مولا جان طوائف کانپوری مقیم کلکتہ شاگرد منشی عبدالرحیم ابد شعر خوب کہتی اور پڑھتی ہی

نشتر مجھے آیا تو گھبرا کر یہ کہتا ہی وہ شوخ
میرے عاشق میرے شہید آئی نشتر لگ گیا

کسکی حیرت کا تصور بندھ گیا
آج کیون چپ ہو رہے تصویر ہو

کہتے مین انا تو کچھ مشکل نہین
ہان تمہاری ادا مین تاثیر ہو

سبب بتائے وہ چلے آئین یہان
دوستو ایسی کوئی تدبیر ہو

فاتحہ پڑھتے ہین غیر وہ تو دکھانے کے لیے
ہائے کس ناز سے گھبرا اٹھے ہین تربت میرا

دل ہی شوخ انگلیون سے غنچہ دیے دیتا ہے سجھ
ہون تو ناچیز مگر دیکھیے ہمت میری

شوق تخلص کریم بخش طوائف ساکنہ موضع مرسلئے پور ضلع امراوتی علاقہ دکن شاگرد منشی عبدالصمد خان بسمل

فرقت یادِ صنم مین اسقدر روتا رہا
اشک چشم تر سے بہکر سیل دریا ہو گیا

شیرین تخلص شیرین جان طوایف ساکنۂ لکھنو مقیم کلکتہ۔

دیر سے ہم سر جھکائے منتظر ہین تیغ کے
دست و بازو کو ترے استو قاتل کیا ہوا

رات باقی ہی ٹھہر جا ابھی جلدی کیا ہی
دل شیدا مجھے بیتاب نکر وصل کی رات

شیرین تخلص بیگا نام طوایف باشندۂ لکھنو پہلے میر محمدی شیر سے اصلاح سخن حاصل کی بعدہ شیخ امداد علی بحر لکھنوی کے فیض تلمذ سے مستفیض ہوکر صاحب دیوان ہوئی

اُسنے جب مسّی لگائی اور جوبن ہو گیا
برگ گل اعجاز لب سے برگ سوسن ہو گیا

تحت دل آئے شاخ مژگان پر
نخل الفت کا یہ ثمر دیکھا

دہن یار کا بوسہ نہین ملتا دل کو
چشمۂ آب بقا پر ہی سکندر بیتاب

ہوئی ہی ہمین زلف و ابرو کی الفت
مقدر مین تھی سانپ بچھو کی الفت

چمکتے ہین گیسو پہ افشان کے ذرے
ہوئی شاخ سنبل کو جگنو کی الفت

کیونکر رہین حواس جو قابو سے جا کے دل
ای کاش موت آئے کسی پر نہ آکے دل

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا
ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل

کیونکر اسے نکال کے سینہ سے پھینکدین
زلفون مین پھر کسی کی نہ مجکو پھنسائے دل

الفت بھی چاہیے تو ذرا دیکھ بھال کے
ہر شعلہ رو کو چاہیے تو جلتے ہین جا کے دل

بے مہر و بے مروت و نا آشنا ہو تم
تمسے خدا نخواستہ کوئی لگائے دل

خدا جانے کیا دل مین ہی بدگمانی
مرے ہاتھ کا پان کھاتے نہین ہو

شیرین تخلص شیرین وحید نامے لکھنوی فی البدیہہ شعر کہتی ہی رقص و سرود مین کمال رکھتی ہی

فصل گل آتی ہی ای دست جنون دھیان رہے
ٹکڑے دامن ہو سلامت نہ گریبان رہے

تیری صورت پہ نظر ہو ترے قدمون پہ ہو سر
تیری الفت مین مرون میرا یہ ایمان رہے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ نامے طوایف پورب کی رہنے والی قبل از بلوہ

۱۸۵۷ء بیمار ہو کر دہلی مین پہونچی حکیم مومن خان مومن دہلوی سے خواستگار معالجہ ہوئی حکیم صاحب اُسکے دیکھتے ہی خود مریض عشق ہوگئے اور محبوبہ کے شربت وصال سے سیر ہوے بعد ایک سال یہ دلربا لکھنؤ چلی گئی گاہ گاہ شعر بھی کہتی تھی اور اپنے طالب کے فیض تلمذ سے بہرہ ور تھی۔

گنہ گیا صنم کے نظارے مین زاہد کھوے ہین آنکھ نے پیرہن یوسفی کے بند نظر ہی جانب اغیار دیکھیے کیا ہو		یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا طرح کبر رکھے نسیم سے کہدو قبلے گل بکھری ہی کچھ نظر یار دیکھیے کیا ہو

۵۲
صنم تخلص درگا نام طوائف ساکنہ اکبرآباد درگا بائی مشہور ہی اور شاہدان بازاری آگرہ مین متمول و خلیق شمار ہوتی ہی۔

	چھپایا گر رخ پر نور اپنا		جیے گا طالب دیدار کیونکر	

۵۳
صنم تخلص فہیمن طوائف پنجابی مقیم کلکتہ شاگرد غلام بھیک خان۔

چھپا گلین یار کی کرتی ہین قیامت برپا		سیکڑون بار سجاتی ہین مگر وصل کی رات

۵۴
صنوبر تخلص چھوٹی طوائف ساکنہ جالندھر دہلی مین فوت ہوئی۔

	زندگی تک کے یار ہین وہ لوگ دل ندے انکو تو خدا کو مان		مرگئے پر یہ آشنا کسکے ای صنوبر یہ بت بھلا کسکے	

۵۵
عزیز تخلص عزیز طوائف ساکنہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین۔

	تم نہ دیکھوگے گو ہمین اک بار		ہم تمھین بار بار دیکھینگے	

۵۶
عیدہ و نامے طوائف دہلوی۔

۵۷ غنچہ کو رنگ گل کو دکھا مانی سے کہدو		تصویر مین کھینچے دہن ایسا مگر ایسی

فاطمہ تخلص فاطمہ بیگم باشندۂ آگرہ۔

نازک دماغ وہ ہین تو ہان بھی ہی تمکنت		ہم خود بھی ایسے ہین کہ منایا نہ جائیگا

فرحت تخلص فرحت بیگم شاہد بازاری فیض آباد کی رہنی والی ہی۔

مین جلون اور کرے غیر سے یون گرم بغل
دل میں ٹھنڈک ہو مرے تو بھی ہے جب مجھ با

دل لگا یا ہی تری زلف رسا سے کچھ ہی
سانپ کو چھیڑ لیا اب تو بلا سے کچھ ہو

مین نہ چھوڑونگا سر زلف بتان ای واعظ
میری کیا تجکو پڑی تیری بلا سے کچھ ہو

فرح تخلص فرح بخش طوائف ساکنہ کانپور۔

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہی
نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہی

فریدن تخلص فریدن نام طوائف ساکنہ میرٹھ دہلی مین کچھ عرصہ رہی تھی حافظ عبد الرحمان خان احسان کی شاگرد تھی۔

ایک ہی زبان رکھو تو ہمکو زبان دو
کرتی ہی روسیاہ قلم کو زبان دو

قاتل تخلص محبوبہ جان طوائف فیروزآبادی۔

صدا جو جھانج کی پہونچی ہمارے کانون مین
تو شوق دل نے نکالا مزار سے ہمکو

فقیر عشق ہین قاتل خدا کے بندے ہین
امید وصل ہی پروردگار سے ہمکو

کمن تخلص کمن نام بھنگیرن باشندہ بازار بھر تیور۔

آہ مین ہوتی اگر حضرت شبیر کے ساتھ
مارتی شمر موے کو کسی تدبیر کے ساتھ

گنا تخلص گنا جان لکھنوی۔

یقین کیجیے دولت سرا مین یار نہین
دل طپیدہ کو پہلو مین جو قرار نہین

بنایا مجکو زمانہ نے آخر ش ہو رنگ
کہا نہ کونسا یار دن نے مجھ کو وار نہین

گل تخلص نواب جان طوائف ساکنہ آرہ ضلع شاہ آباد واقع بنگال۔

کیون شب ہجر کا دھوکا نہو میرے دل کو
کھل کے زلف آئے سر رخ یہ اگر وصل کی رات

گوہر تخلص گوہر نام طوائف باشندہ لکھنو مقیم گوالیار۔

ای فلک اس ظلم سے کیا بڑھگیا تیرا عروج
خاک مین ہمکو ملا یا تجکو حاصل کیا ہوا

ہی تجاہل خون خلق کے چھپانے کے لیے — اپنے بسمل سے جو خود لیتا ہی قاتل کیا ہوا

گوہر تخلص گوہر طوائف ساکنۂ پرتاب گڈھ ملک اودھ۔

واعظو ہمسے کیون تنفر ہی — صنیع پروردگار ہین ہم بھی
آبرو کیون نہ ہو عزیز ہمین — گوہر آبدار ہین ہم بھی

گوہر تخلص لعل بے بہا نامے طوائف باشندۂ لکھنؤ۔ خدا جانے یہ وہی گوہر ہی جو بالفعل گوالیار مین ہی یا دوسری۔

تھا ابھی ذکر تمھارا کہ ابھی تم آئے — میری تاثیر زبان کھینچ کے لے آئی ہی
مژدہ ای شوق ہم آغوش کہ جاگے ہین نصیب — لیکے انگڑائی وہ کہتے ہین کہ نیند آئی ہی
راہ مین مل گیا بتخانہ بھلے کو زاہد — کعبہ کو جا ہی چکا تھا ترے بہکانے سے

گیتی آرا تخلص و نام شاہد بازاری پہاڑ گنج واقع دہلی کا ہی۔

ہمنشین ہین وہ کہان کوئی ٹھکانا نہ رہا — یا ہمین وہ نہ رہے یا وہ زمانہ نہ رہا

لطیف تخلص اللہ جوائی طوائف ساکنۂ پٹنہ فی الحال علیگڈھ مین مقیم ہی۔

آنے کا اس پری کے مجھے اشتباہ ہی — دروازہ کیطرف مری ہردم نگاہ ہی

ماہ تخلص منجھلی بیگم ساکنۂ دہلی۔

ماہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہی ابرو دیکھکر — دیکھ لو بنکر کے نکلا آج وہ شکل ہلال

ماہ تخلص ایک طوائف لکھنوی کا ہی۔

کاکل مین میرے دل کو گرفتار کر چلے — کالی بلا سے ہاے اسے مار کر چلے

ماہ لقا تخلص ماہ لقا نامے طوائف ساکنۂ حیدر آباد دکن راجہ چندو لال کھتری کی سرکار مین ملازم تھی۔

پہلے ہی سے بلا کے مرے دل کو ستا — ای مرغ سحر چپ رہ ابھی رات بڑی ہی

مخمور تخلص حسینی جان عرف بائی حسینی طوائف ساکنۂ بنارس محلۂ دال منڈی

کہا یہ دیکھ کے جنازہ کو یار نے کاندھا
سفر ہی دور کا یارو قدم بڑھائے ہوئے

قرار و صبر و حواس و دل و جگر چھوٹے
تمہارے عشق میں اپنے جو تھے پرائے ہوئے

شہید ہم ہیں ہمیں احتیاج غسل نہیں
کسی کی تیغ کے پانی سے ہیں نہائے ہوئے

اگر خدا کے نہ قہر و غضب کا خوف آئے
بتوں کے عشق میں یہ مشت خاک کیا نہ کرے

مزیّب تخلص زیبن طوائف شاگرد میر یوسف علی یوسف لکھنوی۔

ہو گئی ہے شام اب تو تیرے کوچے کے قریب
شب کی شب رہنے دے او ظالم ذرا منزل ہے پاس

مستور تخلص مستورہ بیگم ساکنہ لکھنؤ۔

خزاں میں بھی نہ کسی حال کم ہوئی وحشت
رہا ہے اپنا گریبان بے رفو ہوں

مشتری تخلص اولیا جان عرف منجھو متوطن حیدرآباد [illegible] پر مشہور لکھنؤ بازار [illegible] رقاصہ خوش خط خوش قلم خوش گلو [illegible] ماہر اور آغا علی شمس لکھنوی کی شاگرد ہیں [illegible] دیوان فارسی و اردو [illegible]

انقلاب سحر و شب کے تماشے دیکھے
گذرے ہیں شعبدۂ دہر نظر سے کیا کیا

قاتل کے ہاتھ پاؤں سے سرخی نہ جائیگی
خون شہید ناز ہے رنگ حنا نہیں

پالا پڑا ہے کس بت بدخو سے اے خدا
اپنے سوا کسی کو جو پہچانتا نہیں

اس وقت آپ میری عیادت کو آئے ہیں
جب سن چکے گلے سے اترتی دوا نہیں

ناحق ہیں ناز حسن سے یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

دم اخیر جو بسمل کی طرح دم بھر کا
قضا کے بھیس میں آیا وہ فتنہ خو تو نہیں

تشنجی کی لسا کریں فرشتے
جانے کی وہاں مجال بھی ہے

غفلت میں ہم آنکھو دیکھتے ہیں
ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے

ملے خاک میں جو رگردوں دوں سے
مکیں کیسے کیسے مکان کیسے کیسے

کافی ہے رگ جان کے لیے نشتر مژگان
عاشق کو ترے حاجت فصاد نہیں ہے

شاید کسی محرور کا ہی آبلۂ دل
یہ گنبد چرخ ستم ایجاد نہین ہی

اس صفحۂ دل پر ہی تری آنکھ کا نقشہ
کیجے نظری جسکو یہ وہ صاد نہین ہی

دل مین سمجھا چشم کا بیمار ہی
جسنے میری ناتوانی دیکھ لی

جیتی رہتی ہی تو مشکل تھی رہائی مجکو
مستی چھوٹی جو ترے ہاتھ سے مر کر چھوٹی

معشوق تخلص بی صلحہ بیوہ دن ساکنہ کلکتہ بی سیرہ متخلص بہ پری کی ہمشیر ہی۔

ہجر مین پہلو کو خالی دیکھکر حیران ہی
پوچھتا ہی جان سے میرا جگر دل کیا ہوا

مغل تخلص مباجان مشہور بہ مغل جان بنت امیر بیگم املی والی پہاڑی داقع دہلی پر رہتی ہی گلاب سنگھ کشمیری دہلوی کے نطفہ سے پیدا ہوئی گانے بجانے مین خوب مہارت رکھتی ہی خصوصاً ستار نوازی مین شہرۂ آفاق ہی۔

نعش خون آلودہ میری کیون نہین کی پایمال
پانون لگنے کو ترے کیا یہ حنا تھی مین نہ تھا

جب کہ اُس قاتل نے قتل عام پر باندھی کمر
وائے ناکامی کہ وان خلق خدا تھی مین نہ تھا

زلف کے بوسہ پہ ناحق مجسے برہم ہو گئے
یہ دل سودائی کی پیارے خطا تھی مین نہ تھا

شاخ گل گلشن مین اُسپر اسطرح دوڑا آنکھ
ای مغل کیا کیجیے اُس گل کا سا تھی مین نہ تھا

بیوفاؤن سے کیا وفا ہو گی
آشنائی نہ کر خدا سے ڈر

منو تخلص منو جان ساکنہ کرنال۔

تم سنو یا مت سنو ای جان من
پر دعا ہر صبح دیجاتے ہین ہم

۸۱ مہر تخلص چینا جان عرف کالی ساکنہ کرنال۔

بوقت نزع بالین پر مرے آئے تو کیا آئے
دم آخر جو تمکو آ یکدم دیکھتا تو کیا دیکھا

ہمکو سینے سے لگانا چاہیے
غیر کی چھاتی جلانا چاہیے

۸۲ ٹھسک تخلص نگن طوائف لکھنوی شاگرد امداد حسین خان رضا لکھنوی۔

ہمنے اُن سے جو گلہ درد جدائی کا کیا
رو دیے تھام کے ہاتھون سے جگر وصل کی

قتل منظور اگر ہی تو چڑھاؤ ابرو
ہم تو مدت سے گلے ملتے ہین تا دار دن پر

بس رہی ہی کیا کسی کی زلف مین
آج کچھ مہکی ہوئی آتی ہی روح

کون سوتا ہی گلے لپٹا ہوا
ناز کرتا دل ہی اٹھلاتی ہی روح

۵۲ ناز تخلص گلاب طوائف ساکن آرہ ضلع شاہ آباد شاگرد خواجہ فخر الدین حسین سخن دہلوی۔

امید زیست کیا الفس و لسین ابھی ہی اب
پھر جذب دل دکھائیگا اپنا کمال کب

فرقت تیغ نگاہ یار مین
نیمجان کی طرح تڑپاتی ہی روح

۵۳ ناز تخلص سندہی جان طوائف عظیم آبادی علم انگریزی و فارسی مین اچھی مہارت ہی سوئی کا کام بھی خوب کرتی ہی حکیم آغا حسین ازل کی شاگرد ہی۔

شب وصل کرتے ہو عاشق سے حجت
نکالا ہی تمنے یہ جھگڑا کہان کا

ارے آسمان تیرے نالون سے ڈر تو
ارادہ یہ رکھتے ہین اب لامکان کا

چھٹا ہون مین یار دن سے بھولا ہون منزل
نشان ہے کوئی اب مجھے کاروان کا

وہ خنجر یہ سر دونون حاضر ہین اسدم
ارادہ ہو دل مین اگر امتحان کا

۵۴ ناز تخلص اچھی بی طوائف ساکن لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا فدا حسین فضا۔

دل جل گیا حرارت داغ فراق سے
اس آفتاب حشر کا ہوگا زوال کب

۵۵ ناز تخلص امراؤجان طوائف ساکن سندیلہ ضلع ہردوئی مقیم خیر آباد ضلع سیتاپور بلا کی طبیعت پائی ہی کمسنی و کم استعدادی پر قیامت اٹھائی ہی۔

قید ہستی سے چھڑائی کٹری کس پر
درد تھا نالہ تسلسل مین

کاش چھڑوائے مجھے کوئی کسے
شب ہجران بڑی ہی مشکل مین

لوٹتی پھرتی تھی قضا ہمراہ
کیا ادا تھی تمہارے بسمل مین

مانا نکلے نہ آرزو نہ سہی
آرزو نکلے آئین تو دل مین

بڑھائین بات کسی کو گلہ سے مطلب کیا / عدو سے بحث ہی کچھ مجھے گفتگو تو نہین

کچھ تبسم سا لب ناز پہ کچھ نظرین / کن اداؤن سے شب وصل وہ شرماتی ہین

جی بھر آیا بس اک نگاہ کے ساتھ / جوش حسرت اٹھا نگاہ کے ساتھ

دل کو بے درد چھیل کر نکلی / ٹکڑے ٹکڑے کچھ آئے آہ کے ساتھ

دیکھتی آنکھ سے کیون خون تمنا ہوئے / بات بنتی جو ہم انکے لب گویا ہوتے

چھیڑتا ہی کسی کا ناوک ناز / گدگدی سی جگر مین اٹھتی ہے

ناز تخلص بی جان نامی طوائف ساکنہ فرخ آباد۔

زہرہ [illegible] لینے لگی آسمان پر / توڑا لیا جو ناچ مین سینے اٹھا کے ہاتھ

ناز تخلص لیتی آرا بیگم بنت کمانی خانم دہلوی نہایت شوخ مزاج و چالاک عورت ہے

تمہارے پاؤن گئے اخن کی ہمسری کو / بلال لاکھ سر آسمان بنا بگڑا

ہمارے عیب لکھنے پر ہزارون صاد کرتے ہین / یہ انکی عین عنایت ہے کہ ہم ایزاد کرتے ہین

ہمنے دکھلا دیا کمال عشق / ابتدا ہی مین انتہا کر گئے

غلط فہمی ہے اپنی آپ کو ہم باوفا سمجھے / بڑا دھوکا ہوا نا آشنا کو آشنا سمجھے

ناز تخلص امیر جان بنت گوہر جان طوائف ساکنہ لکھنؤ۔

اور مہمان ہون کوئی دم کا ذرا ٹھہرو تو / کیا چلے جاؤ گے اب چھوڑ کے بسمل مجھکو

گر میان یار نے کین غیر سے میرے آگے / صفت شمع جلایا سر محفل مجھکو

نازان تخلص ننھی جان طوائف عرف چہل پل ساکنہ کلکتہ۔

ساتھ فرقت کی مصیبت مین کسی نے نہ دیا / ہان رفیق ایک جو نکلا تو مرا دل نکلا

سینے اک غنچۂ پژمردہ سمجھکر پھینکا / پھر تڑپتے ہوئے دیکھا تو مرا دل نکلا

نازک تخلص زینت جان دہلوی۔

ہے نالۂ زار رسی کا مری شور فلک تک / پر وہ بت گلفام کوئی کان دھرے ہے

[92] **نازک** تخلص نتن جان نام مرزا شاہرخ بہادر مرحوم کی گانیون مین تھی پھر منہ جان طوائف کے ڈیرہ مین داخل ہوئی بڑی ہوشیار و فتنہ پرداز عورت ہی فارسی اچھی جانتی ہی

کہتا ہون مین خدا سے یہ اب ماجرائے دل	ایسا نہو کہ میرا کسی بت پر آئے دل
نازک شب فراق مین اتنا نہ روئیے	اشکون کی جا نکل نہ پڑین لخت ہائے دل

[93] **نجبن** تخلص و نام ایک عورت بازاری دہلی کا ہی

ٹک دیکھ بعد مرگ مرے انتظار کو	نرگس نے چھپا لیا ہی ہمارے مزار کو

[94] **نزاکت** تخلص رنجو نام طوائف باشندۂ نارنول نواب حاجی مصطفیٰ خان شیفتہ ایام شباب مین اس آفت روزگار پر مائل تھے بعد جب منہیات شرعی سے تائب ہوے اس سے بھی تعلق قطع کردیا شیفتہ مرحوم کی صحبت نے اسکو شاعر بھی بنادیا۔

بس کہ رہتا ہی یار آنکھون مین	ہی نظر بیقرار آنکھون مین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو	آگیا ہی غبار آنکھون مین
یاد آئے کمر جو گلشن مین	ہو رگ گل بھی خار آنکھون مین

پڑا ہی خون دل سر سے قدم تک جا بجا میرے	بنایا ہی مجھے گویا کہ خاک کوے قاتل سے
کیونکر نہ مین قربان ہون جب وہ کہے ناز سے	ہمکو جفا کا شوق ہی اہل وفا یان کون ہی
تم نہ بری دشمن کو چھپاتا ہی تو قاصد	کہتا ہی کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

[95] **نزاکت** تخلص کندو نام بنت حسینی طوائف دہلوی میر واحد علی لکھنوی شگفتہ مقیم جیپور کی شاگرد ہی ستار عمدہ بجاتی ہی۔

خواہش دین نہ کام دنیا سے	مین طلبگار ہون تو تیرا ہون
نہ بوسہ رخ کا دیتے ہین نہ گیسو چھونے دیتے ہین	یون ہی اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین

[96] **نزاکت** تخلص ایک شاہد بازاری مقیم بمبئی کا ہی۔

اسواسطے ہی درد و الم عاشقون کو	یہ ہی نقش الفت مٹانے کے قابل

نقاب تخلص حمیدن بائی طوائف ساکنہ کلکتہ چھوٹی بہن بی منی بائی حجاب تخلص کی ہے

نقاب اُس بت سے تو ملنا نہ ہرگز — وہ ظالم ہے ستائیگا ترا دل
دور سے بزم جانان میں مین تہنا رہگیا — یہ نہ بولا ہاے کوئی ایک پیمانہ اسے

نورن تخلص مسماۃ نورن ساکنۂ فرخ آباد۔

مارا تھا تری زلف کے کل جسکو گلبدن — باغ جہان سے آج وہ بیمار اُٹھ گیا

نوشابہ تخلص امجدی جان ساکنۂ رام پور رہیلکھنڈ شاگرد میر صادق علی مائل۔

آسمان صبح کو عاشق سے عوض لیگا ضرور — جیسے ہوتے ہین مزے چار پہر وصل کی رات

وزیر تخلص وزیر بیگم طوائف ساکنۂ خیر آباد ضلع سیتاپور۔

نہین جب ثبات دینا تو مجھے ترا گلہ کیا — مرے ساتھ عہد کیونکر ترا استوار ہوتا
تجھے کب غفور کہتا کوئی اے کریم و رحیم — کسے بخشتا جو کوئی نہ گنہگار ہوتا

یاد تخلص کسی دہلی کی شاہزادی کا تھا جو اپنی شامت اعمال سے زناکاری مین مصروف ہوگئی تھی بوجہ اُسکے زانیہ ہونے کے کلام و حال اُسکا اس جگہ لکھا گیا۔

عبث فکر درمان ہے اے اقربا — کہ اب یاد تو یان سے چلنے کو ہے
سرانجام غسل و کفن کر رکھو — تن زار سے جان نکلنے کو ہے

یاسمین تخلص تومن نام طوائف ساکنۂ سہارنپور۔

دل مین میرے زخم ہے تیغ نگہ کا چارہ گر — فائدہ دیگا نہ پھاہا مرہم زنگار کا
تیر سے تیرے اگر چھاتا نہین ہے میرا خون — سرخ ہے پھر کسلیے ظالم دہن سوفار کا
تپ کی شدت مین کسی زہرہ جبین کا تھا خیال — جو ۂرا اتجالا اب پر مثل اختر ہوگیا
دل کی بیتابی نے رسوا کردیا اے یاسمین — تذکرہ اپنے جنون کا اب تو گھر گھر ہوگیا

فصل دوم تذکرۂ عورات پردہ نشین و عصمت بہ ترتیب حروف تہجی

اختر تخلص نواب اختر محل رئیسہ دہلی خاندان تیموریہ مین نامی شہزادی ہے طبیعت عالی

ومضمون آفرین رکھتی ہی قدسی کی نعتیہ غزل کا خمسہ بھی عمدہ لکھا ہی جو رسالۂ موسوم بہ حدیث قدسی مین چھپا ہی یہین چند اشعار عاشقانہ لکھتا ہون۔

آستان پر تیرے پیشانی کو لیتے گھستے	سر ہی غائب ہوا جس مین کہ ترا سودا تھا
اک آہ شعلہ بار سے دل کو جلا دیا	لو آج ہمنے اسکا بھی جھگڑا مٹا دیا
لکھکر جو میرا نام زمین پر مٹا دیا	انکا تھا کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا
تقصیر یار کی نہ قصور عدو ہی کچھ	اختر ہمارے دل ہی نے ہمکو جلا دیا
تیغ نگاہ یار کا دونون پہ وار ہی	ٹکڑے ادھر جگر ہی ادھر دل فگار ہی

امراؤ تخلص حسینی بیگم ایک پردہ نشین دہلوی ہی۔

باغ عالم مین چھڑاتا تھا اگر اپنون سے	پہلے ہی سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
گر چہ منظور نہ تھی خانہ نشینی میری	تو مجھے ساکن ویرانہ بنایا ہوتا

بسم اللہ تخلص بسم اللہ بیگم ساکنہ دہلی اسکی والدہ ولایت زا ہی اور یہ منشی انعام اللہ کے تلمذ سے سرفراز ہی۔

تیری الفت مین یہ حاصل ہوا ہی	گہے مضطر ہی دل گاہے تپان ہی
نہ کیجیے ناز حسن عارضی پر	نہ سمجھو یہ بہار بے خزان ہی

بہو تخلص بہو بیگم زوجۂ نواب محمد یوسف علیخان مرحوم ناظم تخلص والی ریاست رامپور [illegible]

شب بزم ملاقات مین ہر چند یہ چاہا	آنکھین تو لڑا دون ذرا اس رشک قمر سے
پر خوف یہی دل مین مرے آیا کہ ہی ہی	نازک ہی نہ دب جاے کہین بار نظر سے

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی میر صاحب دیوان تھی۔

برسون کسے گیسو مین گرفتار تو رکھا	پھر کہتے ہین کیا ہمنے تمھین مار تو رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی	ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص رشک محل بنت جنابن سلطان واجد علی شاہ بادشاہ سابق اودھ کی متاہی

زوجہ ہی اور ہمرکاب سلطان موصوف کلکتہ مین مقیم ریختی لکھتی ہی۔

نہ بھبون گی سسرال مین تمکو خانم	نہین مجکو دو بھر ہی کھانا تمھارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو	یہ احسان ہی سر پر دوگانا تمھارا

پارسا تخلص پارسا نام دختر کلان نواب میرزا محمد تقی خان ہوس نیشاپوری لکھنوی تا حیات اپنی ناکتخدا با عصمت و عفت رہی نواب آصف الدولہ بہادر سے قرابت قریبہ رکھتی تھی

تن صورتِ حباب بنا اور بگڑ گیا	یہ قصر لاجواب بنا اور بگڑ گیا
چلتا نہین ہی ابلق ایام ایک چال	اکثر یہ بدرکاب بنا اور بگڑ گیا

ثریا تخلص ثریّا بیگم زوجۂ میرزا علیخان وظیفہ خوار شاہ دہلی جو بعد فوت اپنے شوہر کے آگرہ چلی گئی ہی اور اب شوق شعرگوئی بھی ترک کر دیا ہی۔

بتا دین ہم تمھارے کاکل شبگون کو کیا سمجھے	سیہ بختی ہم اپنی یا اُسے کالی بلا سمجھے
جدھر دیکھا اُٹھا کر نیم بسمل کر دیا اُسکو	تری مژگان کو ہم سوفار پیکان قضا سمجھے

جانی تخلص بیگم جان المعروف بہ بہو بیگم دختر نواب قمرالدین خان ساکنۂ لکھنو بیگمات اودھ مین ایک باسلیقہ اور سر برآوردہ عورت تھی شعر اچھا لکھتی اور استعداد اپنی شعر کہنے کی بھی رکھتی تھی۔

بیان مین کس سے کرون جا کے اب گلہ دل کا	یہ دل کا دل ہی مین ہو ویگا فیصلہ دل کا
نہین ٹانکے مرے زخم جگر پر	یہ اُسکا خندۂ دندان نما ہی
نہین ٹلتی کسی عنوان سر سے	شب غم بھی کوئی کالی بلا ہی

جعفری۔ تخلص کاملہ بیگم نام شاگرد شاہ نصیر مرحوم ساکنۂ دہلی اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی کے عہد مین تھی۔

ساقیا تجکو ترا ساغر پلانا یاد ہی	کلمۂ لا تقنطوا سے دل چھکانا یاد ہی
کہا منصور نے سولی پہ چڑھکر عشق بازون سے	یہ اُسکے بام کا زینہ ہی آئے جسکا جی چاہے

غرورِ حسن پر ہمسے وہ ناحق جو جانچہ کرتا ہی ‖ یہ نوبت چند روز دہر کی جسکا جی چاہے

۱۱ جمعیت تخلص زنام ایک عیسائی عورت ساکنہ دہلی کا ہی جو میجر ارسکن صاحب کی زوجیت سے ممتاز ہی والدہ اسکی ہندوستانی اور باپ انگریز تھا یہ عورت انگریزی فارسی و بھاشا مین اچھی مہارت رکھتی ہی علم موسیقی سے واقف اور اردو بھاشا کی شاعر ہی۔

مقسوم کی خوبی ہی یہ قسمت کا ہی احسان ‖ رہتا ہی خفا مجسے جو دلبر کئی دن سے
خدا کے روبرو جانا ندامت مجکو بھاری ہی ‖ کوئی نیکی نہ بن آئی اسی کی شرمساری ہی

۱۲ حاتم تخلص کسی عورت پردہ نشین دہلوی کا ہی۔

دشمن کا شکوہ ہم نہین سنتے نہین سہی ‖ میرا ہی غم سنو نہ اگر ناگوار ہو

۱۳ حجاب تخلص عسکری بیگم لکھنوی ملا محمد زمان اصفہانی کی پوتی اور محمد علی خان مسیحا کی شاگرد ہی سابقاً اسکے مکان پر مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی مگر اب حجاب نے پردۂ حیا منھ پر لیکر نکاح کر لیا ہی ایک غزل اسکی مشاعرۂ لکھنؤ مین جو باہتمام منشی نولکشور مالک مطبع اودھ اخبار منعقد ہوا تھا پڑھی گئی تھی جسکا ایک شعر درج ذیل ہی۔

رات کو آئینگے ہم صاف معمّا یہ ہی ‖ وعدۂ وصل کیا اُسنے دکھا کر گیسو

۱۴ حجاب تخلص ایک عورت پردہ نشین کا ہی جو دراصل کشمیری ہی اور فی الحال بمعیت اپنے شوہر کے بمبئی مین مقیم ہی۔

کیا جانے بھلا لذتِ دیدار کو اپنی ‖ جب تک کوئی بادیدۂ خونبار نہووے

۱۵ حجاب تخلص نواب بیگم عرف چھوٹی بیگم دختر نواب اعظم علی خان فرزند نواب معتمد الدولہ بہادر برادر غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ ۱۲۵۹ھ ہجری مین پیدا ہوئی فی الحال کلکتہ مین مقیم ہی صاحب دیوان اردو بھی ہی۔

بنکے تصویر حجاب اُسکو سراپا دیکھو ‖ مُنھ سے بولو نہ کچہ آنکھون سے تماشا دیکھو

۱۶ حیا تخلص حیات النسا بیگم معروف بہ بھورا بیگم بنت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد

شاہ نصیر دہلوی یہ شاعرہ پاکدامن تاحیات ناکتخدا رہی۔

نہ کیون حیرت ہو یارب وہ زمانہ آگیا ناقص
حیا ڈھونڈھے نہین ملتی برائے نام سو سو کوس

حیدری تخلص حیدری خانم زوجۂ بشارت اللہ خان دہلوی ستر برس کی عمر پائی قبل از غدر ۱۸۵۰ء فوت ہوئی۔

حیدری نام ہی ترا کیا خوب
جو کہ تجسے پھرا وہ حیدر سے

خاکسار تخلص ایک عورت باشندۂ دہلی محلہ کشمیری دروازہ کا ہی جو اپنے نام کا اظہار مناسب نہین خیال کرتی ہی۔

لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہین سکتا
کسی کے درد کو ہمدم بٹا نہین سکتا

خفی تخلص بادشاہ بیگم بنت چھوٹی بیگم ساکنہ دہلی محمد یوسف سادہ کار کشمیری کی نواسی بطن چھوٹی بیگم و نطفہ بلاک صاحب بہادر سے پیدا ہوئی اور کسی انگریز کی زوجیت مین داخل ہوئی ہی زبان انگریزی و فارسی اچھی جانتی ہی خوش خطی مین بیمثل ہی۔

خود شوق اسیری کے پھنسے دام مین صیاد
جن سے ہم آشنائی کرتے ہین
شرمندہ ترے ایک بھی دانہ کے نہین ہم
ہمسے وہ بیوفائی کرتے ہین

خورشید تخلص ایک سیدزادی باشندۂ دہلی کا ہی مرثیہ خوب پڑھتی ہی شعر مندرجۂ ذیل تذکرۂ چمن انداز سے لکھا جاتا ہی مگر حضرت نادر مولف تذکرۂ مذکور کو اس شعر کی نسبت اشتباہ سرقہ ہی۔

ای جذبۂ دل کیونکہ اجازت دون مین تجکو
ہی سخت کشش تیری وہ ایسا نہو مرجائے

دلھن تخلص دلھن بیگم المعروف بہ نواب بہو دختر نواب انتظام الدولہ اور زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر والی اودھ کا ہی۔

بیان مین کس سے کرون جاکے اب گلہ دل کا
یہ دل کا دل ہی مین ہو دیگا فیصلہ دل کا
بہا ہی پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دل کا
تری کی راہ سے جاتا ہی قافلہ دل کا

جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین ۔۔۔ مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہین

راویہ تخلص کسی دختر چھیپی ساکنۂ دہلی بازار سیتارام کا ہی۔

ہوئی نہ محبت تو یہ آزار نہ ہوتا ۔۔۔ دل عشق کے صدموں سے خبردار نہ ہوتا

رعنائی تخلص قدسیہ بیگم نام ساکنۂ دہلی

مین جانتی تھی آنکھ لگی دل کو سکھ ہوا ۔۔۔ کمبخت کیسی آنکھ لگی اور دکھ ہوا

سلطان تخلص سلطان بیگم لکھنوی دختر نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنوی۔

کب تک یہ تیرے ہجر کے صدمے اٹھائے دل ۔۔۔ ڈر ہی یہی کہ جان سے اپنی نہ جائے دل
تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا ۔۔۔ ملتے ہی آنکھ رنگ اڑا مین کہکے ہائے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی
وطن اصلی انکا بنارس و مسکن لکھنؤ تھا۔

جو تیری کاکل مشکین کی بو صبا لائی ۔۔۔ دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہونچا
پڑے جو عکس گل تر ہزار بن جائین ۔۔۔ کہ شاخ گل سے بھی نازک ہی یار کا پہونچا
دونون زلفون کا تری آیا جو وحشت مین خیال ۔۔۔ پڑ گئین پانوٴن مین میرے وہین زنجیرین دو
درد دل دور ہوا سینہ کی سوزش بھی گئی ۔۔۔ شربت وصل مین تیرے ہین یہ تاثیرین دو
یا بہانہ سے بلائین اُسے یا خط ہی لکھین ۔۔۔ شرم کیا خوب یہ سوجھین مین تدبیرین دو

شوخ تخلص گنا بیگم زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر نظام تخلص وزیر
عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی بڑی لائق عورت تھی بعض تذکرہ نویسون نے اسکے نام تخلص
و خاندان مین بہت اختلاف کیا ہی۔

شمع کو چہرۂ دلدار سے کیا ہی نسبت ۔۔۔ کیونکہ یہ ہی رخ خندان وہ ہی روتی صورت
تیرے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حیرت سے ۔۔۔ زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع روتی تھی
اب خواب مین ہی وصل ترا ہووے تو ہووے ۔۔۔ ظاہر مین تو ملنے کی ہین آس نہین ہی

شیرین تخلص عالیجناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال مخاطب بخطاب رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند و کرون آف انڈیا از زمرۂ والیان ریاستہاے ہند مین مفتخر و مجمع اوصاف بے پایان ہین خوش خلقی و صاحب جود و ہمت ہین دربار قیصری دہلی مین تمغہ و نشان پایا نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے باختصاص خاص ملاقات کی صاحب دیوان ہین انتظام نظم و نسق ریاست مین بے نظیر ہین سال ولادت سنہ ۱۲۵۴ ہجری ہی سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین بعمر ۹ سال خلعت ریاست بحکم گورنمنٹ پایا اور غرۂ شعبان سنہ ۱۲۸۵ ہجری کو زینت افزاے مسند حکومت ہوئین ارباب فضل و کمال کی قدردان ہین

پہلی سی رکاوٹ نہین اب ہی نظر لطف / آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا
کافر کیا مجھکو بھی تری زلف نے کافر / اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا
قابل پابوس کیا ہم بھی نہین ہین آپ کے / کیا خطا کی ہمنے گر چوما قدم کو کیا ہوا
عرش تک جاتا تھا یا اب کان تک جاتا نہین / ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا
درد فراق ہی مین سدا مبتلا رہے / دنیا مین اسطرح بھی رہے ہم تو کیا رہے

صدر تخلص نواب صدر محل صاحبہ رئیسۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

مین نے بلائین لینے کو ہاتھ بڑھا جب اُدھر / منہ کو پھرا کے یار نے مجھسے کہا الگ الگ
شمع جلانے آئے ہین آج وہ میری قبر پر / چلیو خدا کے واسطے باد فنا الگ الگ

ضرورت تخلص شرف النسا بیگم زوجہ مرزا کوچک بہادر خاندان تیموریہ مین ایک نامی عورت ہے

سرسبز رہے باغ سدا دین نبی کا / مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا
یارب رہے شاداب ہمیشہ چمن دین / مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

ضیا تخلص ضیائی بیگم نام زوجہ حکیم انور علی لکھنوی یہ شاعرہ فاضلہ علوم عربی و فارسی کی ہے

تمہارا مجسے ہمارا تمسے نہ اٹھ سکیگا عتاب ہرگز / اٹھے تو کیونکر اٹھے بتاؤ کہ ہم ہون نازک مین ناتوان ہون

میں نے پوچھا قتل مجکو کیجیے گا کسطرح	بولے غفلت سے کبھی گا ہے نگاہ تیز سے
سوتے ہیں شب جو پیچ کھلے زلف یار کے	دعوے دروغ ہوگئے مشک تتار کے
شمشاد گرد سایۂ قامت چمن میں ہیں	خورشید و مہ شعاع ہیں رخسار یار کے

عابد تخلص نواب اُمراؤ بیگم دختر نواب محمد یوسف علی خان مرحوم والی رامپور وزوجۂ نواب زین العابدین خان فوجدار ریاست جی پور علم وفضل میں یکتا ہی۔

کشتہ ہیں ای لاغری ہم رنگ گندم گون کے جو	ہی شکن گندم کی بس کافی ہماری قبر کو

عالم تخلص نواب بادشاہ محل زوجۂ منکوحہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ متخلص بہ اختر کا ہی یہ عورت ہوشیار و ذی علم صاحب طبع رسا اور صاحب دیوان ہی ستار نوازی میں پوری مہارت رکھتی ہی۔

گذاری رات ساری تارے ہی گن گن کے عالم	ہوا شب کو جو دھوکا اپنے اختر کا ستاروں میں
عالم وہ ترے ہونگے طلبگار اسی دن	جب تازہ ستم وہ کوئی ایجاد کرینگے

عشرت تخلص نواب عشرت محل زوجۂ شاہ اودھ مقیم کلکتہ۔

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی	میں وہ نہال تھا کہ اگا اور جل گیا

عصمت تخلص عصمت نام ایک عورت باشندہ دہلی کی ہی لکھنؤ کی سیر کی ہی بالفعل لاہور میں عورات پردہ نشین کو تعلیم علوم کرتی ہی۔

لب ہوئے بند نام احمد سے	اور مشکل کشا نے کھول دیے

عفت تخلص رحیم النساء بیگم ساکنہ لکھنؤ صاحب دیوان شاگرد مولوی مقصود عالم مقصود رئیس پہانی

ہم جو ای جان جہان تمسے بچھڑ جاتے ہیں	صدمے ہوتے ہیں قلق ہوتے ہیں گھبراتے ہیں

غریب تخلص امیر النساء بیگم زوجۂ میر برکت علی ساکنہ پٹنہ۔

لو اور وہ تو جلنے لگا میرے نام سے	دل سرد آب تو آہ شرر بار نے کیا
کھلتا نہ تا بمرگ مرا یہ معاملہ	رسوائے شہر مجکو دل زار نے کیا

فاطمہ تخلص سلطان بیگم معروف بہ اللہ داد مدرسۂ مدرسۂ زنانۂ دہلی فارسی خوان ہی۔

آپ کی مرضی سے ہمنے پائی ہی	پھر یہ کیون لیت و لعل ڈالی ہی

قادری تخلص قادری بیگم ہمشیرۂ خرد کاملہ بیگم متخلص بہ جعفری ساکنۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر مرحوم

ترس خدا کا چاہیے ای بت ترسا تجھے	عاشق رنجور کو اتنا نہ ترسائیے
مین ہون فقط اور تم نام نہین غیر کا	پانُون مری گود مین شوق سے پھیلائیے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم زوجۂ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ

لے کیا قیس پہ بھی فوق تمھارا وحشی	مر کے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوڑا
ہو گئی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام	مین نے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
آنکھین پتھرا کے ہو گئی ہین سفید	کسی بت کی جو انتظاری ہی

قمر تخلص قمر النساء زوجۂ اشرف علی خان مسرور باہم زن و شوہر کے کمال الفت تھی تین روز آگے پیچھے دونون فوت ہوے۔

جیسے لوگ کہتے ہین خورشید رخشان	شرارہ ہی یہ میرے سوز نہان کا
کرین کہد و منھ بند غنچے سب اپنا	مین لکھتی ہتا ہون اُسکے دہان کا
خطر سے مری آہ کے ایسا بھاگا	پتہ لامکان تک نہین آسمان کا
وبال حضرت دل تمکو زیست ہوجاتی	جو تمسے لطف سر زلف موبمو کہتی
ہوئی ہون تشنۂ جام شراب ای ساقی	اُٹھونگی گور سے ساقی سبو سبو کہتی

قمر تخلص فاطمہ بیگم دختر نصرت الدولہ بہادر لکھنوی کی لونڈی کا تھا جو پندرہ برس کی عمر مین علوم ضروری کی تحصیل سے فراغت حاصل کرکے بیس برس کی عمر مین فوت ہوئی

نقاش نے اُس بت کا مرے نقش جو کھینچا	ساعد یہ نہ پہونچا تھا کہ جو ہاتھ کو کھینچا

کیفی تخلص ایک شاہزادی خاندان تیموریہ کا ہی جسنے خمسہ غزل قدسی کا کیا ہی۔

نا

چند بند اُس خمسہ کے لکھے جاتے ہین ۔

کسکا منھ ہی جو کرے مدح تری اے مرے نبی
حبذا ذات تری مایۂ حاجت طلبی

نعت اطہر مین ہی جب شخص ذکی بھی غبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حق تعالےٰ نے کیا آپ کو ابرِ اکرام
ہین شجر اور حجر غرق سحابِ اکرام

تجسے خندان ہی لبِ غنچۂ امید انام
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بہ شیرین رطبی

گوہر تخلص گوہر بیگم ایک کابلی رسالہ دار کی بیٹی لدھیانہ مین امیرانہ بسر اوقات کرتی ہی اُردو مین مثل اہل زبان مہارت پیدا کی ہی ۔

ستم کر جور کر ظلم و جفا کر
لیجا کر شرم کھا کر مسکرا کر

پر اِی ظالم کبھی مجسے ملا کر
دیا بوسہ مگر کچھ منھ بنا کر

ماہ تخلص ایک صاحب عصمت باشندۂ دہلی کا ہی جو میان قطب الدین عرف میان کالے صاحب مرحوم کی مرید صاحب دیوان تھی ۔

ماہ کے دل مین نہ انقش محبت جو ہی یار نسنئے گا وہ کبھی
باغ جنت بھی کوئی بو دو رکا نہین تیرے کوچہ کے سوا

محبوب تخلص نواب محبوب بیگم صاحبہ منکوحۂ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ۔

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراقِ یار مین روح
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی
نہین ہی گور کی تنگی سے کچھ ہمین دہشت

نکل گئی تنِ لاغر سے انتظار مین روح
ہمیشہ تڑپیگی تیرے لیے مزار مین روح
رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار مین روح

مخفی تخلص سلطان جہان بیگم زوجہ حضرت مرزا قادر بخش بہادر صابر شاہزادہ خاندان تیموریہ صاحب تذکرۂ گلستان سخن ۔

اُٹھائی مرکے ہمین خفتگان خاک شرابا
قسم خدا کی عرس کو بڑا ثواب ہوا

خدا جانے کیا بات ہی اُس میں مخفی | کہ اس ظلم پر جی کو بھاتا بہت ہی

مطلوب تخلص فضل النساء بیگم زن پردہ نشین مقیم کوہ شملہ۔

کیوں نمکپاش نہ ہو زخم جگر پر ہر دم | مسکرانا ترا ای رشک قمر وصل کی رات
اللہ اللہ ری مدہوشی جام الفت | جان و تن کی نہ رہی کچھ بھی خبر وصل کی رات
نظر لطف سے انکو بھی کبھی دیکھا کر | کیا گذرتی ہی تری چشم کے بیمار دن پر

ناز تخلص ایک شہزادی خاندان تیموریہ ساکنۂ دہلی قبل از غدر بایام شباب شعر کہتی تھی گو اب بھی بقید حیات ہی مگر شاعری ترک کر دی ہی۔

شور ہی اسکی بیوفائی کا | بس نہیں چلتا واں رسائی کا
گر غلامی علی کی تو ای ناز | ہی اگر شوق بادشائی کا
مجھسے روٹھا وہ یار جانی ہی | جان جانے کی یہ نشانی ہی

یاسمن تخلص چنبیلی نام کنیزک سید انشاء اللہ خان انشا کی تھی صحبت مرد سے بالطبع متنفر تھی سید موصوف نے باتباع حکم شریعت ایک مرد معقول کے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا تیسرے روز نکاح سے بغیر لاحق ہونے کسی عارضہ کے فوت ہو گئی شعر اپنے آقا سے مشورہ کرتی تھی

یاد آیا مجھے گھر دیکھکے دشت | دشت کو دیکھکے گھر یاد آیا
سرمہ کھلوایا خموشی نے مجھے | وہ جو منظور نظر یاد آیا
صبر جاتا رہا قرار کے ساتھ | پر مری وائے جان تو نہ گیا
دختر رز سے رات صحبت تھی | شیخ جی کا مگر وضو نہ گیا

قطعات تاریخ و تقریظ تصنیف تذکرہ

از منشی احسان الحق صاحب احسان تخلص خلف و شاگرد مولوی فدا حسین فدا وکیل عدالت ضلع علیگڈھ

یہ احسن تذکرہ ایسا ہی نادر ۔۔۔ کہ وجہ انشراح اہل فن ہی
زروے جان بعسکر سال تالیف ۔۔۔ لکھا آرایش بزم سخن ہی
۱۲۹۹ھ

از شاہزادہ مرزا عبد الغنی صاحب دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صاحب بہادر صابر دہلوی

مصنف یا تذکرہ تصنیف کردہ ۔۔۔ ویا در سلک خوش گوئی گہر سفت
زار شد خواستم سال تمامش ۔۔۔ کلام منتخب آب بقا گفت
۱۲۹۹ھ

از مولانا علی امجد حسین صاحب امجد رئیس بدایون شاگرد جناب مولانا مذاق مد ظلہ

صفائے جوامجد صفائی کے ساتھ
کیا جس مین بالکل ہی ندرت کا کام
نئی طرح کی جس کی ترتیب ہی
ہین تختے طرحدار ابواب فیض
ہین ابیات خاطر فریب بشر
فواصل سے اسباب ہے چاق و چسپت
یہ کیسے گل تازہ پہونچے بہم
بسی مغز مین میرے خوشبوے سیر
غرض مین گیا اور کی اسکی سیر
مضامین کے گل بوٹے معنی کے بار
یہ دیکھی جو کیفیت جان فزا
لکھی تب یہ تاریخ اتمام سیر

شمیم سخن تذکرہ یہ لکھا
ہی اک تازہ گلزار پھولا پھلا
بندھے جیسے اچھے چمن کی ہوا
ہر اک کی روش ہی ہر اک سے جدا
کہ جن پر فرشتے ہون جان سے فدا
بندھا جن کا اوتاد سے اک سرا
نہین عقل مین میری آتا ذرا
مین اُسکے نظارہ کا عازم ہوا
نظر آیا گلزار معنی کھلا
بہار البحور عروضی سجا
کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلا
وہ ہی مادہ صرف لفظ عبا
۱۲۹۰ھ

اگر اعداد از روے ترتیب حروف	کہ تا غنچۂ دل کھلا دے صبا
شمیم سخن کو صبا تھی ضرور	اسی واسطے مادہ یہ لکھا

از سید تفضل حسین صاحب تفضل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر

صفا باصفا تذکرہ چون نوشت	زمہ شہرہ اش تا بہ ماہی شدہ
تفضل چہ خوش سال اتمام گفت	کہ جاوید فیض الٰہی شدہ ۱۲۸۹

از منشی رام لال صاحب راحت متوطن ضلع ایٹہ مقیم بدایون شاگرد منشی امین لال صاحب گوہر بریلوی

ہی نام انکا مولوی عبد الحی صفا	یہ تذکرہ جنھوں نے لکھا بیمثال ہی
تاریخ کی تھی فکر جو راحت تو بولا دل	بوے صفا شمیم سخن نام سال ہی ۱۲۸۹

از منشی عبد الرحمان خان صاحب سحر بنارسی شاگرد مرزا صابر صاحب بہادر

کرد چون نغمہ سرائی بلبل طبع بلند	مست شد عالم بہ اصغاے صداے جانفزا
ہاتف غیبی بدم فکر سن تالیف سحر	گفت بار گلشن نکر صفاے باصفا ۱۲۸۹

از منشی شتاب خان صاحب سپہر مختار کار عدالت دہلی شاگرد مرزا صابر بہادر

نظر سے جو گذری مری یہ کتاب	کہ ہی غم زدہ داور سرور انتہا
پئے سال تاریخ دل سے سپہر	یہ اظہار قدرت کیا ہی کہا ۱۲۸۹

از منشی نادر علی شاہ خان صاحب شوخ رامپوری ناظر عدالت کلکٹری بنارس

زین تذکرہ شد ہم بدل خوشحالی	مملوست ز حسن وز قبائح خالی
سال اتمام او نوشتم ای شوخ	بوے گلدستہ خیال عالی ۱۲۸۹

از سید محمد سلطان صاحب عاقل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر

ابر کلک صفا ترشح کردہ	داد آب بہ باغ فکر بے اندازہ
چون کرد خیال سال عاقل ہاتف	فرمود نشد گلشن معنی تازہ ۱۲۸۹

از مولوی فدا حسین صاحب فدا رئیس دبائی ضلع بلندشہر وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڈہ

حمد خدا تاج سر مدعاست	دبدبهٔ قیصر فکر رساست
نعت نبی گر نبود در کلام	ملک معانی نه پذیرد نظام

ای خوشا نصیب ریختہ گویان ہند کہ صفاے صفوت کیشش مروت اندیشش بتقاضاے ہمت والاے خویش باوصف ہجوم معاش و معاد اکثیر معیر بیشتر در کسب آنہا صفحۂ خوان جریدۂ فقدان فرصت است ممنونہاے دیرینۂ عربی آنہا خوردنی بر طبع نازک خود گوارا ساختہ بلا رد و درعایت احدی از سخن سنجان روزگار شیوۂ دادگستری و حق پژوہی از دست انصاف نداده کہ شیمۂ فطرت بلند و طینت ارجمند است تذکرۂ سوزونان حال فرخ فال تالیف نمودہ است گویا ماہوسنا کان ذوق اشتہار ہکنار عرائس زیباے افکار نورسیدہ راسرتا پا مرہون منت شایان فرمودہ چرا ہیچگونہ حق شناسان زبان این مصراع دعائیہ روبروے چنین محسن یاد آرندہ اہل حضور و غوایب و ارباب قرب و بعید در زبان خود ہا نسازند مصراع ع ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی سبحان اللہ گلدستہ انجمن است یا شمع بزم سخن گنجینہ اشعار است یا سفینۂ گوہر آبدار تاریخی کتاب است یا مجمع احباب تذکرہ ہست یا تبصرہ نسخہ ایست یا شفاء العلیل صحیفہ ایست یا خوان خلیل تازہ تر گلستان است یا جذر و مد بحر عمان چہ فکر معقول پیدا کردہ اند کہ براے تطابق و توافق زبان و کلام شعرا عبارت ترجمہ حافظہ ہر سخن آفرین نیز بزبان آوردہ و برنگاشتن مناسب تر شمردہ آفرین بہ راے گزین و اندیشہ استوارش کہ تحریر نثر ریختہ بدو وجہ بسیار دلچسپ و مطبوع افتاد یکے آنکہ فی زماننا در کشور ہند در جملہ دفاتر و مکاتیب ہمین زبان رواج پذیر است دوم آنکہ مناسبت نثر اردو با نظم اردو خیلے خوشتر و خوشگوار آمد محاورہ و روزمرہ بیان را چندان صاف و شستہ نوشتہ اند کہ جان سلاست بر ہر حرفش شید است و بے اعتنا تخلص مؤلف از صفاے کلام کلام صفا پیدا است از انجا کہ خیر الامور اوسطہا کلام خیر و برکات

واقع شده باز هر آئینه عاشق و پیروان مصدر و مورد هزار گونه حسنات میتواند شد بعنوان پذیرفته کتاب مسطور را وسط انجم مدون کرده اند نه طوالت بسیار که موجب ملالت خاطر بینندگان شود نه چندان اختصار که تشار بان زلال سخن هنگام فراولت آن به تعطش مانند بکار بر ده خداوند اپسند خاطر طباعان ترروف نگاه باد و آز طعن و تعرض کوته بینان در پناه غریق خجالت انتما نامزد به فدا اعفا الله عنه درین پراگندگیهای اوقات اصلا دماغ سخن سرائی ندارد این چند فقرهٔ نادرست که بپاس خاطر عاطر ملاذ زمان مؤلف صاحب سلمه الله تعالے از کمین قوه بفعل آمد شکر ایزد تو انا بجای آرد اکنون بر زنم تاریخی اجتماع این مجموعهٔ نادر یادگار روا رد و صادر اختتام کلام است زیاده ازین مرجوا غماض از سهو خطا والسلام

مثنوی

صفاے سخن سنج نازک خیال	سبق برده از همسران در کمال
بیاض پر از نظم هندی زبان	پئے خاطر شاعران زمان
زهے تذکره گویا ترتیب داد	بمغز روان بوے ترطیب داد
بسال همایون سر انجام یافت	ز پر گندگی زیب فرجام یافت
غریق از تگاپوے فرسنگها	سنش یافتم تازه تر رنگها ۱۲۸۹ھ

از جناب صاحب عالم شاهزادهٔ رفیع الشان مرزا عمر سلطان بهادر عرف مرزا قیصر بخت بهادر فرزند رشید و شاگرد جناب مرزا قادر بخش بهادر صابر دهلوی مؤلف تذکرهٔ گلستان سخن

شد چو معجز آفرین کلک صفا	این خبر در گوش عالم در رسید
زد رقم تاریخ اتمامش فروغ	آب شیرین از در معنی کشید ۱۲۸۹ھ

از جناب شاهزاده مرزا مسرت شاه صاحب بهادر مسرت دهلوی مقیم کانپور

چون تذکرهٔ صفا مسرت	دیدیم کمال لطف آمود
تاریخ بجو استیم از عقل	مرآت خیال او بفرمود ۱۲۸۹ھ

از جناب مولانا مولوی محمد یوسف علی صاحب ابو الحامد متخلص بہ یوسف رئیس و اہلکار ریاست بھوپال

شیخ عبد الحی عالی منزلت
کز فضائل بہرۂ کافی ربود
زد رقم کلکش نو آئین تذکرہ
حال و قال شاعران روشن نمود
سال تدوینش طلب کردم ز دل

صدر دیوان فصیحان زمن
حظ وافی بردہ از ہر علم و فن
یادگار نکتہ سنجان زمن
ہر ورق را کرد شمع انجمن
گفت شمع مجلس اہل سخن

۱۲۸۹ھ

قطعات تاریخ و تقریظ آغاز و اختتام طبع تذکرۂ موصولہ بعد ترتیب تذکرہ

از منشی احسان الحق صاحب احسان متخلص فرزند رشید حضرت فدا

منشی نکتہ دان جناب صفا
طبع ایشان لطیف و پاکیزہ
خوب کردند تذکرہ تالیف
کرد احسان چو فکر تاریخش

شان ہمت شکوہ حلم و وقار
سینۂ اوست معدن انوار
مثل ارتنگ شد بہ نقش و نگار
گفت ہاتف کہ مخزن الاشعار

۱۳۰۰ھ

از جناب شاہ بہاء الدین صاحب بشیر عرف محمد اللہ دہلوی نبیرۂ شاہ نصیر مرحوم

چون صفا شاعر وحید العصر
بہر سالش بشیر ہاتف غیب

گل معنی بہ تار فکرت سفت
گمین دل ز بیر و نادر گفت

از منشی احمد علی خان صاحب بیخود رامپوری

ستایش بے پایان سخن آفرینے را سزد کہ بر زمین پاک بیت اللہ اسم شریف عروض گذاشت و بید قدرت کہ لوح و قلم آراستۂ آنست مصرعۂ موزون قامت انسان بر صفحۂ دیوان ہستی نگاشت و شاہ بیت مثنوی رسالت اُمّی لقب را بخلعت خاص ہمہ دانی ممتاز فرمود و بمقولہ انا افصح العرب والعجم بر بلغاے دہر سر فراز۔ غنچۂ گل چون در حمدش نکتہ ہاے سربستہ راند بجز نوالش بداماتش دردانہاے

واضح مخفی نماند کہ تالیف این تذکرہ در سن یکہزار و سہ صد و چیزی بانجام رسیدہ و غرض جناب مولف آنکہ سال طبعش ہم بانجام رسیدہ باشد چنانچہ اکثر اجزا تذکرہ را بیشتر نگاشتہ بعضی قطعات تاریخی وغیرہ بعد از ان مرتب بودن مصنف کرد لیکن اتفاقاً در ان سال کار طبعش بالتوا کشید ۱۲

شبنم افشاند شاہد سخن را بحسن ادائی آفرید که محبوب دلہا گردید ازین رو بلبل از ورق
گل شعر عاشقانه انتخاب کرده و شمع بزم در مرثیہ پروانه سوز خوانی بعمل آورده حربا را
مطلع آفتاب در نظر و شپره را مقطع شب سواد بصر طوطی را ترکیب بند نیشکر
ہر دم بدل گذشته و قمری مصرعهٔ موزون سرو در بیاض خاطر نوشته گاه
ہمطرح سخنوران نازک خیال و دمساز صبح نفسان صافی مقال خصوصاً دانش پناه
فضیلت دستگاه که از نسبت ذاتش قدر سخن بر اوج افتخار و سر مباہاتش بر سپہر
اعتبار فصاحت زبان در رفتارش زیب حسن بیانہا و بلاغت بیان گوہر بارش
آبروے زبانہا شاعر شیرین سخن ماہر رموز فن سے سخن شناس و سخن سنج و قدر دان
سخن ✤ ذکی فہیم و خردمند صاحب تدبیر ✤ نقاوهٔ دودمان شرافت خلاصهٔ خاندان نجابت
عزت شعار حکمت دثار عالی تبار کوه وقار اخلاق مجسم مکرم و معظم سر آمد شعرا رنامدار
سر خیل سخنوران والا اقتدار سراپا آراسته لطف خدا جناب مولوی محمد عبد الحی
صفا بدایونی وکیل عدالت دیوانی بلاری تلمیذ خاص میان مذاق که به تالیف زوضۂ جوابا حسن صُغنا
بالتزام جناب شعرا ریخته گو اشعار آبدار برچیده نگارخانهٔ مانی و انمود ازین کتاب
لاجواب به دلربائی اہل فن و ارباب سخن ترتیب فرمود سلاست عبارت و لطافت
معانی و شستگی الفاظ دیدنی ست و بلاغت سخن و حلاوت کلام چشیدنی فصاحت
عبارات و بلاغت فقرات سواد بیاض چشم تماشائی و غرابت استعارات و ندرت
تشبیہات سرگرم دلربائی از روانی عبارات دریاے فصاحت موج در موج
واز بلندی فقرات پایهٔ بلاغت اوج در اوج بنفشه از سطور دلکش با طرهٔ طرار گلرخان
دست و گریبان و مشک معنی از نافهٔ الفاظ بو یاے مشام جان غرضکه تحریر و صفش
راد فترے در کار ربل توصیفش و شوار سخت دشوار ناچار بدعا می سازم
و بختم کلام می پردازم خدایا مولف را مانند سعدی ممدوح جہان کن و تالیفش را برنگ

گلستان و بوستان مطبوع پیر و جوان فقط

از جناب مولانا محمد سلیم الدین صاحب تسلیم تارنولی اہلکار ریاست جے پور

نحمد اللہ کیف ما یرضاہ	و نصلی علی رسول اللہ	سل یا ربنا علی بابہ	و علی آلہ و اصحابہ

تسلیم حیرتم یارب گزیدن را ستاییم که مدح گزیدہ سرایم ؎ نہ پایانست این را نخود نہ آن را ✣ کجا باید کشیدن داستان را ✣ ہمانا چون گزیدہ گزیدن را اثر و گزیدن گزینندہ را ہنر است ہمان بہ کہ بگزینندہ گرایم تا از عہدۂ آن ہر دو ہم برآیم ابیات ہی گزینندۂ گزیدہ کہ ہست ✣ از ئے بینش سخن سر مست ✣ تا دل و دیدہ اش بکارستی ✣ گلشن فکر را بہارستی ✣ ہم بہار سخن بہ نکتہ وری ✣ ہم بکار خرد بہ پرہنری ✣ یادگار زمانہ عبد الحی حصین عن شر کل اہل الغی ✣ تو خوش اللہ ازین جامع الفضائل لامع الجلائل نص صحیفۂ مہر و آیت سورۂ وفا مولوی محمد عبد الحی صفا کہ از دیر باز بامداد ازل قرعہ بنام افتادہ نقش مراد و امروز وکیل دادگاہ بلاری من اعمال مرآدآباد است ؎ زین رقم تازۂ نو ریختہ ✣ نقش نوی از سخن انگیختہ ✣ جنس گرانیست کہ از زندہ کرد ✣ زندہ بود آنکہ سخن زندہ کرد ✣ چون ہیچ را پایانے و مدح خود شایانی نیست اگر بہ ذرہ از آفتاب و قطرہ از سحاب گرانمایگیش پرسیدن دارد ہمین نگارین نامہ کہن پرورده نو گرد آوردہ دیدن دارد کہ خزینۂ معنی را سلک در یتیم ست و نام تاریخش را قطعہ از ابو البیان تسلیم

گزیدہ تذکرۂ حضرت صفا کہ درد		نگرفتہ شاہد حسنی طراز رنگ بہار
بنام خویش کہ گوید خبر ز سال طبع		تصور الشعر است ۱۲۹۹ھ / و صورة الاشعار ۱۲۹۹ھ

از جناب منشی دیبی پرشاد صاحب سحر سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بدایون

کیا عمدہ ہی تذکرہ صفا کا		نایاب کلام گل ہی اے سحر
منقوط حروف مین ہی تاریخ		بے خار و خزان یہ گل ہی اے سحر

از جناب مولوی مظفر حسین صاحب صبا خلف الرشید مولانا محمد علی صاحب مصنف ابو المحامد

ساقی ذرا دکھا دے شراب کہن کا رنگ | رندون کے دل مین دیکھکے جسکو اُٹھے اُمنگ
وہ جام ہو جو غیرت جام جہان نما | لبریز کرکے بادۂ گلرنگ سے پلا

اگلی بہار کچھ انوکھے رنگ سے آئی ہر جگہ نئی بہار دکھائی کوچہ کوچہ سبزہ زار ہوگیا اور درخت درخت مسکن ہزار ہی گلی گلی مین سبزۂ زمرد رنگ کا نرالا سمان تختۂ زمین پر چاض خوبان پری وش کا گمان حق یہ کہ ایسی بہار نہ دیکھی نہ سنی چشم بد دور نرگس آنکھون مین سمائی جاتی ہی موتیا اور چنبیلی کے تختے دیکھکے کسی کی ہنسی یاد آتی ہے لالہ کی بہار نے نرگس مخمور کا رنگ دکھایا ہی سوسن نے مسی مالیدہ لب یاد دلاکے غضب ستایا ہی ؎ جنون دستے کہ در دشتے رسیدن آرزو دارم ÷ بہار سبزۂ نورستہ دیدن آرزو دارم ÷ وحشت نے آگھیرا جنون نے سر شوریدہ مین شور اُٹھایا جنگل کا رستہ لیا قدم قدم پر کانٹون نے قدمبوسی کی بیخودی نے رستہ بھولایا جذب دل خضر راہ ہوا ولولے نے بے تحاشا زبان کُھلوائی ؎ ساقی ہمین وہ موسم گل مین شراب دے ÷ خوشبو ہو جس مین مشک کی رنگت گلاب کی ÷ بیہوشی آ دھمکی آنکھین بند مُنہ کُھلا تھوڑی دیر تک پڑے رہے جب ہوش آیا معلوم ہوا کہ یہ بہار بیخزان اُس شمیم سخن کا عکس ہی جسے بلبل بوستان معانی ہزار نغمہ سراے چمنستان شیرین بیانی وحید الدہر فرید العصر منشی محمد عبد الحی صاحب بدایونی نے تازہ رونق بخشی ہی واقعی عجب گلدستۂ زیبا ہی جسکا ہر فقرہ راستی مین سرو آسا ہی تازگی فقرات عبارت مسلسل غیرت گلزار ہی شمیم مضامین نفیس ہر باد صبا نثار ہی کتاب عجیب ہی تنہائی مین مونس وحبیب ہی شعرا کی سوانح عمری اُنکے خیالات نازک دل غمدیدہ کو سرور بخشتے ہین طبیعت کو شگفتہ کرتے ہین تاکجا تعریف کرون توصیف لکھون شوق نے بیقرار کیا ہی فرط اخلاص نے آمادہ تحریر تاریخ کیا ہی اُسی پر اختتام تقریظ کرتا ہون

بوے خوش سے مہک پڑا عالم | طبع جس دم ہوا شمیم سخن
بادل خوش صبا نے تاریخ | بولی راحت فزا شمیم سخن
۱۸۸۲ء

از شیخ محمد شرف الدین صاحب ظہور تخلص ساکن قصبہ اندری ضلع کرنال

کسکے لکھا ہی بتاؤ اب تک — تذکرہ جیسا صفا نے لکھا
اسکی تاریخ لکھو تم یہ ظہور — ہے بہار مخزن اشعار چھپا ۱۲۹۰ھ

از جناب مولوی فدا حسین صاحب فدا رئیس ڈبائی ضلع بلند شہر حال عدالت دیوانی ضلع علیگڈھ

تذکرہ ستائش حق جل وعلی مین زبان لال ہی وہم بربین منوال تراجم نعوت قدسیہ حضرت سرور انبیا امر محال ہی ناچار فدا ارکج مج زبان نادان ترین از سائر نادانان زمان کچھ باب سخن مین گفتگو کرتا ہی اور بدولت فیض اکتساب صحبت ارباب دانش دم تقریر اظہار مدعا بھرتا ہی کہ سخن سنج معنی پرور مولوی محمد عبد الحی بدایونی متخلص بہ صفا نے ایک تذکرہ شعرا رحمۃ القایم لکھا ہی گویا کشتگان دشنۂ فکر سخن کو زندۂ جاوید کیا ہی حقیقت مین بڑے احسان کی بات ہی اور احباب قریب وبعید کے لئے عمدہ سوغات ہی روزمرہ اردو بہت صاف ہی ہر ترجمہ وتحریر خالی از تعصب واعتساف ہی اور مؤلف نے بصرف کثیر رسالہ مذکور کو طبع کرایا ہی گویا نسیم خالص پر رنگ ملا کے بہشت بہ جڑھایا ہی شایقان سخن پر حق شکریہ مؤلف واجب الادا ہی جو کچھ مراتب دعا وثنا بجالاوین بیجا ہی اس تذکرہ سے یہ نوعیت پیدا ہی کہ اصل تذکرہ سے بحجر کلام معاصرین مصنف تذکرہ اہل سلف کو متروک کیا گیا ہی لیکن دیباچہ کو جو خود ایک تذکرہ ہی شعرائے سابق کے کلام وحال سے مزین کیا ہی مصنف نے اس تذکرہ کو ۱۲۸۹ھ ہجری مین مدون کیا ہی چنانچہ مین نے اس زمانہ تالیف کو بذریعہ ان دو قطعات تاریخی کے اس طرز پر بزبان قلم ظاہر کیا ہی

قطعۂ اول

ہی بہ طرز نو نیا یہ تذکرہ — شاعران حال کا جس مین حال
پھر اداکر اک زبان تو بھی فدا — مخزن اشعار اچھا لکھد سے سال

قطعۂ دیگر

لکھا ہی اک رفیق نے میرے یہ تذکرہ — جسکا صفا تخلص ظاہر ہوا ہی فدا

میں نے بھی سوچ کر سن تالیف فی البدیہہ ۔۔۔ لکھا ہی آج مخزن اشعار بے بہا

پس اب تاریخ تالیف کے بعد تاریخ طبع بھی لکھنا ضرور ہی کہ واسطے یادگار زمانہ انطباع کتاب کے یہ بھی ایک معمولی قدیم دستور ہی گو بالستگی نظم و نثر میں فقدان فرصت سے معذور ہوں مگر خاموشی سے بھی یہ گستاخی زبان سخن سرا مجبور ارباب بینش عیب پوشی فرماویں اور اپنی والانہادی سے حرف تعریض زبان پر نہ لاویں اب قطعۂ تاریخ طبع پر نسیم کلام ہی زیادہ جملہ معمولی والسلام ہی

قطعۂ تاریخ

کیا تذکرہ یہ مصنف نے لکھا ۔۔۔ ہی جس سے عیان صفائے معنی
پیدا کرے فکر وصف مضمون ۔۔۔ یا سے لکھے قلم ثنائے معنی
جو دائرہ ہی کشش سے پر ہی ۔۔۔ ہر حرف ہی کہربائے معنی
ہی گیرد حروف تازہ اکسیر ۔۔۔ یہ نسخہ ہی کیمیائے معنی
مضمون کے لیے شگفتگی ہی ۔۔۔ شادابی ہی جو ہرائے معنی
کیا صاف محاورہ لکھا ہی ۔۔۔ آئینہ سے ہے انجلائے معنی
کیا فکر کو فخر فرخی ہی ۔۔۔ یان دام میں ہی ہمائے معنی
دیکھا ترے تذکرہ کو میں نے ۔۔۔ جانچا ہی پر از بہائے معنی
شایستۂ وصف ہی یہ تحریر ۔۔۔ ہی رتبۂ انتہائے معنی
مدت سے ہی ترک فکر گویا ۔۔۔ مشکل ہی سے مجھے ادائے معنی
آہو ہی مرا غزال مشکین ۔۔۔ دیکھو تو مری خطائے معنی
چھپ جانا کتاب کا تو بیشک ۔۔۔ ہاں ہی سبب بقائے معنی
مجھکو سر سال طبع میں اب ۔۔۔ در پیش ہی ماجرائے معنی
کافی ہی جو ذہن میں کچھ آیا ۔۔۔ ہی گوش میں یہ صدائے معنی
ہاتھ آیا اگر سن نسیمی ۔۔۔ حاصل ہو امدعائے معنی

یہ طرز سخن شدا ہی عجب — خاموش ہوا ہی فدائے معنی
تاریخ لکھو زروے بہجت — ہر نکتہ پُر از ضیائے معنی ۱۲۸۳ء

از منشی گیندن لال صاحب گوہر بدایونی پیشکار عدالت کلکٹری ضلع بدایون

کیا صفا نے انتخاب اشعار کا عمدہ کیا — دیکھکر کہتا ہی جسکو ہر سخنور واہ واہ
حرف معجم مین لکھا گوہر نے یہ مصراع سال — شاعرون کا تذکرہ ہی کیا ہی بہتر واہ واہ ۱۳۰۰

از منشی گلاب سنگھ صاحب مشتاق تخلص سب اورسیر نہر جدید جمن

لکھا اے صفا واقعی آپ نے — بیان سخندان ماضی و حال
ہی مشتاق جو آپ کا خیر خواہ — سنین طبع کا تھا اسکو خیال
کہ از روے بہجت یہ دل نے کہا — ہی بستان نازک خیالان سال ۱۳۰۰ھ
کسنے لکھا ہی تذکرہ ایسا — ولہ — جیسا تمنے لکھا جناب صفا
ہی زبان پر ہر اک کے یہ مصرع — راحت دل ہی انتخاب صفا ۱۳۰۰
اس گلستان شعر مین دیکھو — ولہ — گل کھلے ہین نئے نئے کیا کیا
کسکی اس مین سے کیجیے تعریف — ہر اک اپنی روش پہ ہی اچھا
غیب سے آئی یہ ندا مشتاق — لکھدے تو نظم ارجمند چھپا

دائرۂ تاریخی از جناب مشتاق موصوف الصدر

چراغ بلندی ۱۳۰۰

نظم یکرنگی ۱۳۰۰

از عالیجناب مولانا ابو محمد عبد الغفور خان صاحب بہادر نسّاخ تخلص ڈپٹی مجسٹریٹ وکلکٹر ضلع ڈھاکہ صاحب تذکرۂ سخن شعرا و قند پارسی

صفا نے لکھا ہی عجب تذکرہ	کہوں اسکو عرش عظیم سخن
کہا سال تاریخ نسّاخ نے	کہ محبوب عالم شمیم سخن

ولہ

تذکرہ وہ صفا نے لکھا ہی	ہی عیاں جس سے ناز شہر سخن
اسکی تاریخ حضرتِ نسّاخ	کہیے زلفِ دراز سرِ سخن

ولہ

صفا نے تذکرہ کیا خوب لکھا	کہوں اسکو بیاض حسن معنی
ہوئی تاریخ کی جو فکر نسّاخ	کہا میں نے ریاض حسن معنی

ولہ

صفا نے کیا تذکرہ لکھا ہی	کہ اسپہ جان سخن فدا ہی
ہی تذکرہ یا کہ جان مضمون	ہی تذکرہ یار وان مضمون
یہ تذکرہ ہی جہان معنی	یہ تذکرہ ہی جہان معنی
خیال تاریخ کا جو آیا	تو مجکو نسّاخ نے سنایا
کہ فکر تاریخ میں نہ رہیے	حدیقۂ بے نظیر کہیے

ولہ

اسکی صفت کیا بھلا مجسے بیاں ہو سکے	خوب صفا نے لکھا تذکرۂ بے بدل
تھی سن فصلی کی فکر جو دل نسّاخ کو	طبع رسا نے کہا تذکرۂ بے بدل

۱۲۹۹ ف

از عالیجناب مولانا ابو الحامد مولوی محمد یوسف علی صاحب یوسف کامدار ڈیوڑھی والیۂ بھوپال

لہ مخفی نماند کہ درین تاریخ تخرجہ اعداد مصرعہ اول است از نقطہ دار سے لفظ بر غیر منقوطہ

از سواد تذکرہ روشن سواد طبع شد	وز خط خوشش خط مطبوع خوبان منفعل
ہر کسے در سال طبعش طبع سنجیدن گرفت	گفت طبعم داستان شاعران مطبوع دل

از جناب منشی سید احمد صاحب دہلوی مصنف ارمغان دہلی و وقائع درّانیہ و کنز الفوائد و اُردو و فرہنگ غیرہ

جس گلستان معانی کے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو ایک مدت سے ہمارے مشام کو معطر کرنے کی امید بندھا رہی تھی اور ہم جانتے تھے کہ ایک روز گھر بیٹھے اس باغ کی گلگشت سے اپنے دل کو باغ باغ کرینگے - بارے خدا خدا کرکے وہ دن نصیب ہوا کہ شمیم سخن کا چمن عین موسم بہار مین ہمارے سامنے لہلہاتا ہوا دکھائی دیا اور اپنی دلآویز سرسبزی سے ہماری آنکھون کو نور دل کو سرور بخشا اگرچہ ہر ایک گل کے ساتھ خار اور بہار کے ساتھ خزان لگی ہوئی ہے مگر یہ سبزہ زار اس آفت لیل و نہار سے دور ہی جا ہو جتنے گلدستے بنا بنا کر مکان دل کو سجاؤ مگر اس کا ایک پھول بھی کملائے تو ہم جانین - اگر گلچین بدبین نے ہار مانی ہے تو اسی جگہ مانی ہے اور جو ابر دخانی پانی پانی ہوا ہے تو اسی موقع پر ہوا ہے -

اسکی پہلی روش کے پودون پر اگلے زمانہ کے بلبل جابجا بیٹھے ہوئے چہچہا رہے ہین اور نظم اردو کی تاریخ کو اپنی نغمہ سنجی سے یاد دلا رہے ہین آگے چلو تو سنہ ۱۲۸۸ ہجری کے موجودہ نامی گرامی شاعر اور اب تک جو اس شریف سلسلہ مین آئے ہین وہ اپنی اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے بزم افروزی فرما رہے ہین -

یہ گلزار ہمیشہ بہار ہمارے دوست مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا بدایونی کی آبیاری سے تیار ہوا ہے جن لوگون کو زباندانی کا چسکا پڑا ہوا ہے اور جو اپنی زبان کو پاکیزہ و باصفا بنانا چاہین اُنکے حق مین یہ تذکرہ اکسیر کا نسخہ ہے اور جن لوگون کو سخن سنجون کی یادگار اور اُنکے نتیجۂ افکار کا مزا ہے وہ اسے دیکھین اور بخوبی حظ

اُٹھائین درحقیقت صاحب موصوف نے وہ کام کیا ہی جو ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا اور اِس عنقریب آنے والے زمانہ مین جس مین اس قسم کی شاعری عنقا کا حکم پیدا کریگی یہ تذکرہ لطف تازہ دکھا کر دلپر سانپ سا لوٹائیگا اس تذکرہ کے اختتام کی تاریخ جو ہمارے شفیق منشی ٹھاکر گلاب سنگھ مشتاق نے اپنی اور تاریخون کے علاوہ زیب رقم فرمائی ہی ہم بھی اُسی پر اس تقریظ کا خاتمہ کرتے اور مولوی صاحب کے حق مین دست بدعا ہین کہ جس غرض سے ہمارے دوست نے یہ کوشش کی ہی خدائے تعالے اُنھین اُس مین بخوبی کامیاب کرے آمین یارب العالمین

تاریخ از حضرت مشتاق

اس تذکرہ مین بیشک اشعار شاعرون کے	لکھے ہین ہان صفانے پر در دو پر رعایت
آواز غیب آئی مشتاق تذکرہ یہ	کیا سوچتا ہی لکھدے ہی مخزن فصاحت

تقریظ از جناب مولانا علی امجد حسین صاحب امجد بدایونی

عندلیب طبع کیون خاموش ہی	پھر بہار آئی گلون کا جوش ہی

مستفسران حالات نو و کہن اور منتظران دید گلدستۂ سخن کیون تمکو خبر نہین وقت از دست رفتہ اور تیر از کمان جستہ پھر ملتا ہی ہماری بات سنو کہ عرق ریزی و تحقیق کامل اور سعی بالغ جناب فضیلت مآب افصح البلغا مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا بدایونی وکیل عدالت دیوانی بلاری نے تذکرۂ شمیم سخن کی بوے خوشگوار سے دماغ واقفان فن شعر کو معطر کر رکھا ہی یہ تذکرۂ شعراے نو و کہن کا دامن امید مشتاقان سخن کو گلہاے مراد سے مالامال کرتا ہی اپنی بھینی بھینی خوشبو سے ایک عالم کو بسا رہا ہی ہمنے بھی اس بستان بیخزان کی سیر کی ہی تین چمن اپنی اپنی روش پر سجے سجائے آبیاری حسن ترتیب سے سیچے ہوے پائے اول چمن مین گلزار تاریخ زبان اُردو و نظم اُردو لہلہا رہا ہی اپنے نوخیز و دلچسپ گلہاے الفاظ و مضامین سے

مشام ناظرین کو تازگی بخشتا ہی اُس سے آگے چلو تو بلبلان خوشنوا یعنی وہ شعرا جو ۱۲۹۹ھ ہجری سے پہلے فوت ہو گئے ہین چہچہاتے دیکھو گے وہ اپنی سریلے و دلکش نغمہ سے زمانہ کو محو کر رہے ہین دوسرا چمن نونہالان گلستان سخن موجودہ حال کی سرسبزی اور نوخیزی سے آراستہ و پیراستہ ہی تیسرے چمن مین کچھ قمریان خوش گلو اپنے نارک و دلربا ترانہ سے مشتاقون کے کلیجے پر سانپ لُٹا رہی ہین الغرض یہ ہرا بھرا چمن سرتاپا حسن و خوبی سے آراستہ ہی بندش الفاظ و تراکیب فقرات سے پیراستہ ہی واقعی یہ ایک زبردست تالیف ہی خوبی دیکھنے اور سیر کرنے سے معلوم ہو سکتی ہی بلاغت مضامین و فصاحت الفاظ مؤلف کی خانہ زاد ہی ہر جگہ طرز نو کا ایجاد ہی سیّاح فکر و قیاس اس گلزار بیخار کی پوری پوری توصیف کرنے سے عاجزانہ مجبور ہی جہان گرد وہم و خیال اس بہار بیخزان کی تعریف سے معترف بہ عجز و قصور ہی شائقان و طالبان سخن اگر ہوس گل و گلزار رکھتے ہین تو آئین اور اسکی سیر سے لطف اُٹھائین

از جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرت پوری اہلمد فوجداری ضلع علیگڈھ

باہمہ طرز خوش و خط جلی	طبع شد این تذکرہ دل پسند
گفت مجید از پئے تاریخ طبع	گلشن اسرار دل ہوشمند

از مولوی حافظ حکیم علی احمد صاحب مدظلہ متخلص بہ محمود شاہد قادری چشتی خداقی خلف حافظ علی اسد اللہ صدیقی بدایونی شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید دلدار علی صاحب مذاق بدایونی

ربنا شاہد و مشہود	ماجد واجد موجود
حامد المصطفٰے و محمودہ	شاہد المرتضٰے و مشہودہ
کل حمد لہ و مدح و رسے	و صلوٰتی علٰے نبی ہدے
خاتم الانبیاء والرسل	ماحق الکفر ناسخ الملل
و علٰے آلہ و اخوانہ	و علٰے صحبہ و خلانہ
و علٰے اولیاء امتہ	و علٰے اصفیاء امتہ

سیما الغوث غوثنا الموسلی ‌ ‌ ابن مولی الولایۃ الاسنی علی
ثم اہدے الی جناب مذاق ‌ ‌ تحفۃ المدح مدحۃ المشتاق
ہو شیخی وسید السادۃ ‌ ‌ خرق عاداتہ کما العادۃ
خالنا المقتدا و مولئنا ‌ ‌ مرشدی بالرشاد ارشدنا
فاقول المرام یا شعرا ‌ ‌ حسالکم قالکم بدا بصفنا
ہو صدیقی اخی باحبابی ‌ ‌ قد حباہ الودود حبابی
ذو تصانیف جاز تصنیفا ‌ ‌ ذا الکتاب الجدید تالیفا
بان فیہ تراجم الشعرا ‌ ‌ ثم زاد الکلام من فصحار
ذاک حسن بجزئہ الاول ‌ ‌ قلت ما قلت حالہ المجمل
حسن شعر بجزئہ الثانی ‌ ‌ زائد عند عبدہ الجبانی
ثم اشعار ثالث الاجزار ‌ ‌ بکلام لشاعرات نسار
مثلہ غیرہ بلا شینی ‌ ‌ لا اذنی ولا رأت عینی
نجزاہ الالہ خیر جزا ‌ ‌ وحباہ القبول فی الدنیا
وعطاہ جزیل الآئہ ‌ ‌ زادہ من جمیل نعمائہ

عام طبع الکتاب باحضار
ارخ الفکر روضۃ الانوار
١٣٠٠ھ

ولہ

چون ز فضل حضرت رب العلا ‌ ‌ از صفا شد جمع اشعار فصیح
سال تاریخش بہ تالیف کتاب ‌ ‌ گفت مذنب فیض گفتار فصیح

دیگر نام تاریخی این تذکرہ ریاض الانوار

PK
2163
S23
1891